بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

بیربل نامہ

شیخ غلام علی برکت علی تاجران کتب کشمیری بازار لاہور

علمی پرنٹنگ پریس لاہور میں چھپا

انظر تحفۂ فی الکلام کالملح فی الطعام

الحمد للہ والمنۃ کہ یہ حکایات عجیب و غریب مسمّیٰ بہ

لطائف بیربل و ملا دو پیازہ

مکمل

ہر چہار حصّہ

جس کو

شیخ غلام علی برکت علی تاجران کتب و پبلشرز کشمیری بازار لاہور نے اپنے

بمطبع علمی پرنٹنگ پریس لاہور میں باہتمام شیخ خیر الدین پرنٹر چھپوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بیربل نامہ حصہ اوّل

ستائش خداوند جہان مشکل ہے آسان نہیں۔ اور نعت حضرت سید الا
الآخرین دشوار ہے۔ زبان کو یارائے بیان نہیں۔ پھر کہئے کہ یہ ذرّہ بے
مہاراج نرائن خلف منشی جگن ناتھ کا تخلص سری باستو دہلوی جو
نارسا و فکر بے سروپا ہے۔ کیا نگارش کرے سوائے اس کے کہ اصل مطلب
کرے۔ اور وہ یہ ہے کہ مدت سے جو میرے دل میں تھا اور عرصہ سے جو
اُس کا ظہور ہوا۔ یہی وجہ لکھنا ضرور بلکہ بہ ضرور ہوا۔ خداوند کریم کی مدد
حال ہوئی۔ مراد بر آنے سے طبیعت بحال ہوئی۔ یعنے اکبر کے لطیفے اور بیربل کی
جو بزرگوں اور پرانی بیاضوں سے ہیں اس مختصر کتاب میں جمع کیں۔ اور
لطائف الاکبر المعروف بہ بیربل نامہ رکھا۔ شائقان لطائف اور مشتاقان
کے لئے ایک عمدہ وسیلہ خوش طبعی ہے۔ غمزدوں کے لئے ایک طرفہ تدبیر
امید ہے کہ اس رسالہ کے دیکھنے والے مطالب سے محظوظ ہو کر جامع اللطا
دعائے خیر سے یاد فرمائیں گے۔ اور سہواً جو خطا رہ گیا ہو بہ ذیل عفو
کیونکہ الانسان مرکب من الخطاء و النسیان ہے۔

بہ قدر وسع در اصلاح کوشند اگر اصلاح نتوانند بپوشند

لطیفہ

اکبر بادشاہ کے عہد میں چار یار اکٹھے ہو کر سیر کو چلے۔ اتفاق سے ایک
ٹھہرے اور وہاں کھچڑی بنائی۔ اور کھانے کو بیٹھے۔ وہ چاروں یار

کھچڑی کے بیچ میں گھی ڈال دیا تھا۔ پٹھان نے ایک انگلی سے لکیر کھینچ کر اپنی طرف بڑھا گیا۔ اور کہا کہ یارو! ہمارے خاندان میں ایک بادشاہت ہوئی ہے۔ یہ دیکھ کر سید نے اپنی طرف دو لکیریں کھینچ کر کہا کہ ہمارے گھرانے میں دو ہوئی ہیں۔ یہ دیکھ کر مغل کو برداشت نہ ہو سکی جھٹ ہی تین لکیریں کھینچ کر گھی کو اپنی طرف بڑھا کے کہا کہ ہمارے گھرانے میں تین بادشاہ ہوئے۔ یہ دیکھ کر شیخ صاحب نے دل میں سوچا کہ یہ سب اپنا اپنا کام کر چکے اب ہم باقی رہے۔ یہ سوچ کر شیخ صاحب نے ہاتھ سے گھی کھچڑی میں ملا کر کہا کہ بھائی ہمارے زمانے میں تو ہمیشہ غدر ہی رہا۔ یہ سن کر چاروں آپس میں خوب ہنسے۔

لطیفہ

بیربل نے ایک لڑکے کو ایک میاں جی کے ہاں پڑھنے کو بٹھایا۔ اور کہا کہ یہ مامقیماں پڑھتا ہے۔ آپ اسے معہ معنے کے پڑھایا کریں۔ چنانچہ میاں جی نے ویسا ہی کیا۔ اور جمعرات کے دن آموختہ سننے کو فرمایا۔ تو مامقیماں کے یہ معنے کہے کہ ماموں کا قیمہ کر کے کوچۂ معشوق میں جاؤ۔ میاں جی نے خوب پیٹا اور کہا کہ کس بیوقوف نے تجھکو یہ معنے بتلائے ہیں۔ اُس نے جواب دیا کہ آپ ہی نے۔

لطیفہ

مُلّا دو پیازے کے لڑکے خوشنویسی کی مشق کر رہے تھے بیربل نے مذاق سے کہا کہ ملّا صاحب آپ کی قلم میں اس قدر زور ہے کہ آپ کو لڑکے گھیرے رہا کرتے ہیں دوسرے روز آپ کی گردن کی رگ چڑھ گئی جس کے سبب سے وہ بیمار رہ گئے جب گھر سے باہر آئے تو لڑکوں نے بیربل سے پوچھا کہ یہ آپ کی گردن میں کیا ہوا۔ ملّا صاحب نے وہ مذاق جو اُن سے کیا گیا تھا یاد کر کے جواب دیا کہ کچھ نہیں قلم کا زور چڑھ گیا ہو گا۔

لطیفہ

ایک بادشاہ اور ... بیٹھے ہوئے ... کر رہے تھے کہ ایک بادشاہ ...

ے تسلیم یعنی سمرنی جمنا میں گرتی ہی بادشاہ نے کہا کہ بیربل مالا دے۔ بیربل نے کہا
ہاں جہاں پناہ اپنے دے۔ بادشاہ سلامت یہ بات سن کر چپ ہو رہے +

لطیفہ

ایک روز اکبر بادشاہ نے نوری طوائف سے محل میں فرمایا کہ جس لفظ کے آخر میں
ن ہوتا ہے وہ نہایت شریر چالاک ہوتا ہے۔ جیسے اونٹ بان۔ گاڑیبان یا
ھتی بان وغیرہ کہتے ہیں کہ نوری طوائف بڑی حاضر جواب تھی۔ جواب دیا کہ
رح ہے مہربان +

لطیفہ

ایک دن اکبر بادشاہ کھانا کھا رہے تھے کہ اچانک کسی کے رونے کی آواز
کان میں آئی۔ چاروں طرف دیکھنے لگے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ جو خدمت گار مورچھل
ا رہا تھا۔ وہ نہایت درد سے رو رہا ہے۔ بادشاہ بڑے رحم دل تھے
ھانے سے ہاتھ اٹھا لیا۔ اور اس سے رونے کا سبب پوچھا۔ وہ
خدمتگار کانپتا ہوا رومال سے ہاتھ باندھ کر سامنے آیا۔ اور کہا کہ
داوند ایک دن وہ تھا کہ میں بھی اسی طرح کھانا کھاتا۔ اور خدمتگار
مورچھل ہلایا کرتے تھے۔ ایک دن یہ ہے کہ میں مورچھل جھل رہا
ہوں۔ بادشاہ عاقل نے دسترخوان کی جانب دیکھ کر کہا۔ اور اس
خدمت گار سے پوچھا کہ مرغ کا کونسا عضو لذیذ ہوتا ہے۔ اس نے
ہا جہاں پناہ! کھال اور ٹانگ۔ بادشاہ یہ سنتے ہی کھڑے ہو گئے
اور اس سے بغل گیر ہو کر اس کو اپنے ساتھ کھانا کھلایا۔ ایک اور
کر کھڑا تھا دل میں کہا کہ آؤ ہم بھی اسی طرح عیش کریں۔ تھوڑی
دیر بادشاہ نے پھر رونے کی آواز سنی۔ اور اس خدمت گار کو روتا
دیکھ کر پوچھا۔ اس خدمت گار نے بھی وہی جملہ خواہش کا بیان کیا
جو پہلے ہی خدمتگار نے کہا تھا۔ بادشاہ اس وقت قورما کھا رہے تھے
اس سے کہا کہ بکری کی کیا چیز عمدہ ہوتی ہے۔ خدمت گار نے کہا کہ حضور

کھال اور ماتگ بادشاہ مسکرائے اور اس کو انعام دلوا دیا۔ اکبر بادشاہ نے بیربل سے پوچھا کہ سورج پچھم میں کیوں ڈوبتا ہے۔ اور پورب سے کیوں نکلتا ہے؟ بیربل بولے کہ یہ تو جس ہیوقوف سے پوچھو گے بتا دیگا۔ بادشاہ نے کہا اسی لئے تو آپ سے پوچھتا ہوں

لطیفہ

اکبر بادشاہ نے بیربل سے ایکمرتبہ ناراض ہوکر حکم فرمایا کہ ہمارے ملک سے تنہا نکل جاؤ۔ یہ سنکر بیربل سادی حالت سے چلدیئے۔ جب دس یا پانچ کوس باہر نکل گئے اور بھوک لگی تب فکر میں بیٹھ گئے۔ اتنے میں وہاں کے قریب دو چار آدمی آنکلے۔ اور بیربل کی نشیانہ صورت دیکھکر حال پوچھا۔ بیربل نے کچھ حال وکیلوں کا سا سُنایا۔ اُن میں سے ایک نے کہا کہ ہمارے رئیس کے یہاں ایک لڑکا پڑھاتے کو ہے۔ یہ خوب پڑھائیں گے۔ دوسرے نے جاکر رئیس کو خبر دی اُس نے خوش ہوکر فوراً بلوا بھیجا۔ اور بیربل نے پوچھا کہ کیا ماہواری ملا کرے گا؟ اس نے جواب دیا کہ میرے یہاں ۱۲ ماہواری شرح ہے۔ اور کچھ میں سے کھانا ملتا ہے پر آپ کی لیاقت اچھی معلوم ہوتی ہے۔ اس وجہ سے آپ ۲ دو روپیہ نقد اور خوراک دی جایا کرے گی۔ بیربل کو برداشت نہ ہوسکی۔ غصہ سے بدن میں پسینہ آگیا۔ غصہ کو ضبط کرکے ادہر اُدہر دیکھنے لگے۔ تو سامنے رئیس صاحب کا کوچوان کھڑا تھا۔ اس طرف اشارہ کرکے رئیس سے پوچھا کہ آپ اس کو کیا تنخواہ دیتے ہیں۔ کہ صرف دس ۱۰ پندرہ ۱۵ روپیہ ماہواری بیربل نے کہا کہ آپ بڑی نادانی کرتے ہیں کہ اپنے لڑکے کو کوچوانی کا کام کیوں نہیں سکھلاتے اگر پڑھیں گے تو دس برس کے بعد بدھ تک پہنچیں گے۔ اور مشکل سے بارہ آنے یا ایک روپیہ ماہواری پر پڑھکم کہیں نوکر ہونگے۔ اگر کوچوانی کا کام سکیں گے تو دس روپیہ ماہواری کے سائیس تو کہیں ہوجائیں گے۔ یہ سُنکر رئیس چپ ہوئے اور کچھ جواب نہ دیسکے ❊

لطیفہ

بیربل کی لڑکی بھی بڑی ہوشیار تھی۔ اور پڑھی لکھی تھی۔ یہ نسبت اُس کا کچھ

دو بھیجی۔ لاچار اپنے پرنت سے کہا کہ تم دو آنہ کا تیل فلاں گاندھی کی دکان سے لادو۔ اور ایک کٹورا اور پیسے ہاتھ میں دیئے۔ پرنت کٹورا چھوٹا تھا۔ اسلئے تھوڑا سا تیل کٹورے سے بچ رہا۔ دوکاندار نے کہا کہ باقی تیل کس میں دوں مورکھوں کے مورکھ نے اس تیل بھرے کٹورے کو الٹا کر اس کے پیندے میں تیل ڈالدیا جب گھر میں پہنچے تب بی بی سے کہا تیل لے آیا ہوں۔ اور کٹورے کا پیندا دکھلادیا وہ جھنجھلا کر پوچھنے لگی۔ کہ کیا اتنا ہی تیل دو آنے کا لائے ہو۔ اس نے کٹورے کو سیدھا کر کے کہا نہیں ادھر بھی تو ہے۔ اس حرکت سے ادھر کا بھی تیل گر گیا۔ بی بی چپ ہو رہی ۔:

لطیفہ

بیربل نے ملا دوپیازہ کو گالیاں دیں پھر ان سے معافی مانگی جناب من جو کچھ میں نے کہا اس کا منشا ہرگز یہ نہ تھا۔ جو اثر آپ پر ہوا گالیاں سے پڑا تا۔ دیکھئے اگلے دو دانت ٹوٹے ہوئے ہیں جب میں باتیں کرتا ہوں دو چار باتیں خود بخود نکل پڑتی ہیں

لطیفہ

ایک روز بیربل ایک جاٹ سے باتیں معاملہ داری کی کر رہے تھے۔ اور باتوں کے بیچ میں معقول معقول بار بار کہتے تھے۔ دو چار بار سن کے جاٹ سے نہ رہا گیا۔ اور بولا صاحب آپ زبان سنبھال کر بولو۔ جب سے آپ ماکول کہتے ہیں۔ اگر آپ سے کہوں میں ماکول تو کیسی لڑائی ہو۔

لطیفہ

ایک مرتبہ بیربل غریبوں کے واسطے چندہ جمع کر رہے تھے۔ جب وہ تھیلی کنجوس روپیہ والے سامنے کے پیش کی۔ تو اس نے کہا کہ میں کچھ نہیں دونگا۔ کیونکہ میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ بیربل نے کہا اچھا تو آپ اس تھیلی میں سے لے لو۔ کیونکہ یہ چندہ بھی غریبوں کے لئے ہو رہا ہے ۔:

لطیفہ

ایک روز بیربل اپنی کتیا کو پکڑے چلے جا رہے تھے۔ اکبر بادشاہ نے ہنسی سے کہا کہ
[illegible]

لطیفہ

اکبر بادشاہ نے بیربل سے پوچھا کہ اگر بارہ میں سے دو نہائی کم کی جاویں۔ تو کیا باقی رہے۔ بیربل نے جواب دیا کہ خاک۔ بادشاہ نے پوچھا کیونکر بیربل نے کہا کہ اگر بارہ مہینے میں سے دو مہینے ساون بھادوں کے نکال لیویں تو خاک رہ جاتی ہے۔ کیونکہ یہی دو مہینے پانی برسنے کے ہیں۔

لطیفہ

ایک دن اکبر بادشاہ نے بیچ کچہری کے کہا کہ پھولوں میں سے کونسا پھول بہتر ہے۔ کسی نے جواب نہ دیا۔ جب بیربل تک نوبت پہنچی تو فوراً عرض کیا کہ پھولوں میں وہ پھول بہتر ہے جس سے تمام عالم کا لباس تیار ہوتا ہے۔ یعنی کپاس کے پھول یہ سن کر بادشاہ نے پسند کیا اور آفرین کہی۔

لطیفہ

ایک لڑکا بیربل کے پاس مرغی کے انڈے لے گیا۔ بیربل نے کہا یہ انڈے کس نے دیئے ہیں۔ اُس نے کہا کہ میری ماں نے۔ بیربل نے کہا کہ کتنے انڈے روز دیتی ہے۔ اُس نے کچھ جواب نہ دیا۔ سوچ کے جواب دیا کہ انڈے تو مرغی نے دیئے ہیں۔ اور میری ماں نے حضور کے پاس بھیجے ہیں۔

لطیفہ

ایک دن بیربل سے اکبر بادشاہ نے پوچھا کہ پانی سڑا کیوں اور گھوڑا اڑا کیوں۔ یہ سن کر بیربل نے جواب دیا کہ پھیرا نہ گیا۔ یہ سن کر بادشاہ بہت خوش ہوئے۔

لطیفہ

ایک دن اکبر بادشاہ اور بیربل میں صلاح ہوئی کہ ملا دوپیازہ کو شرمندہ کرنا چاہئے۔ تو یہ تدبیر کرائی کہ باغ روح افزا میں جو حوض ہے اُس میں مرغی کے سارے انڈے رکھ دیں۔ اور ایک ایک کو بادشاہ سلامت حکم فرماویں جب الحکم ہر

ایک انڈا لاکر حاضر کرے۔ آٹھویں بار ملا صاحب کو حکم دیا جاوے وہ بھی حوض میں انڈے کے لئے جاوے۔ جب نہ ملے گا تو شرمندہ ہوں گے۔ الغرض ایک دن بادشاہ معہ سردار ملا دو پیازے کے باغ میں تشریف لائے۔ اور حوض پر بیٹھکر رنگ برنگ کی باتیں ہونے لگیں۔ بات چیت کے بعد بادشاہ نے کہا کہ بیربل اس حوض کے اندر سے انڈا لاؤ۔ بیربل حسب الحکم اُس حوض کے اندر گئے۔ اور انڈا پانی کے اندر سے لاکر بادشاہ کی نذر کیا۔ اسی طرح ان چھوں سے کہا۔ وہ بھی گئے اور ایک ایک انڈا لائے۔ آٹھویں دفعہ ملا دو پیازہ بھی حوض میں داخل ہوئے انڈے دیکھنے لگے۔ پر کہیں انڈا نہ ملا۔ تب تو ملا صاحب اپنے دل میں گھبرائے۔ اچھی کیا بات تمہارے شرمندہ کرنے کی ہے۔ پھر تو پانی کے اندر سے سر نکال کر کہتے ہیں کہ ککڑوں کوں ککڑوں کوں۔ بادشاہ بولے ملا جی کیا۔ انڈا لاؤ۔ ملا صاحب بولے حضور یہ کہیں انڈا ملتا ہے۔ میں تو ان ساتوں مرغیوں میں ایک مرغ ہوں۔ یہ سن کر بادشاہ بہت خوش ہوئے۔

لطیفہ

ایک بار اکبر بادشاہ نے بیربل سے کہا کہ تم چار آدمی ایسی صفت کے لاؤ کہ ایک اصل کا کم اصل دوسرا کم اصل کا اصل تیسرا سب کا گدھا۔ چوتھے کچہری کے کتے بیربل حیران ہوا اور سوچنے کے بعد کہا کہ مجھ کو ایک برس کی چھٹی ملنی چاہیے پھر چھٹی لے کر ایک ملک کو روانہ ہوئے اور وہاں جاکر روزگار کی تلاش میں پھرتے لگے۔ کئی مہینے کے بعد ایک بادشاہ کے یہاں معہدۂ نظارت نوکر ہوا۔ اور بڑی مستعدی سے کام انجام دینے لگا۔ بادشاہ نے جبکہ اس کو عمدہ کارگذار دیکھا تو بیربل سے اپنی لڑکی کی شادی کر دی۔ اور بیربل کی ایک رنڈی سے بھی آشنائی ہوگئی تھی۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ اس محلہ میں جہاں بیربل رہتے تھے کسی نے ایک آدمی کا سر کاٹ ڈالا تھا۔ اور اس پر بیربل نے بھی بکری کا سر کاٹ کر اپنے مکان میں گاڑ دیا تھا۔ اور اپنی بیوی یعنی بادشاہ کی لڑکی سے کہا کہ یہ سر ایک آدمی کا ہے۔ خبردار رہنا اس کا بھید کسی سے مت کہنا۔ صبح کے وقت اس آدمی

کے مارے جانے کی شہرت جگہ بجگہ ہوئی۔ اور بادشاہی نوکر مجرم کو ڈھونڈنے لگے جب بادشاہ کی لڑکی نے یعنی بیربل کی بیوی نے سنا کہ اس محلہ میں کوئی آدمی مارا گیا ہے تب وہ ہر ایک سے کہنے لگی۔ کہ اس آدمی کو میرے خاوند نے مارا ہے اور اس کا سر فلاں جگہ گڑا ہے۔ شدہ شدہ یہ خبر بادشاہ تک پہنچی۔ تو بادشاہ نے بیربل کو پھانسی کا حکم دیا۔ بادشاہی نوکر نے بیربل کو نہایت بیرحمی کے ساتھ گرفتار کر لیا۔ جس وقت اس رنڈی نے سنا اسی دم کئی ہزار روپیہ اپنے ساتھ لیکر ننگے پاؤں دوڑی ہوئی آئی۔ اور بڑی کوشش کی۔ کئی ہزار روپیہ بادشاہی نوکروں کو دے کر چھوڑا لائی۔ بیربل نے اس وقت وہاں سے اپنے مالک کی راہ لی۔ اور اکبر بادشاہ کی خدمت میں آکر عرض کیا۔ حضور عالی جاہ! وہ چاروں آدمی جو حضور نے طلب کئے تھے فلانے مکان میں موجود ہیں۔ اور حقیقت گذشتہ بیان کر کے کہا کہ جناب اصل کی کم اصل وہ لڑکی ہے۔ جس کی میرے ساتھ شادی تھی۔ اور کم اصل کی اصل وہ رنڈی ہے۔ جس نے مجھ کو کئی ہزار روپیہ دے کر چھوڑا یا۔ اور منہ کا گندا وہ بادشاہ ہے کہ جس نے بغیر تصدیق کئے میرے مارے جانے کا حکم دیا۔ اور کچہری کے کتے وہ بادشاہی نوکر ہیں۔ جنہوں نے روپیہ لے کر چھوڑ دیا۔ یہ سن کر بادشاہ نہایت خوش ہوئے اور بیربل کو بہت کچھ انعام دیا۔

لطیفہ

ایک روز اکبر بادشاہ قبرستان کی سیر کر رہے تھے۔ اتفاقاً ایک آدمی کا پاؤں ایک قبر پر پڑ گیا۔ تو نصف قبر نیچے کو بیٹھ گئی۔ اسکے اندر ایسا معلوم ہوا کہ جیسا تازہ جنازہ ہوتا ہے اور دیکھنے سے وہ قبر ہزار برس کی معلوم ہوتی تھی بادشاہ قبر کو دیکھ نہایت متعجب ہوا۔ اور اس قبر کو اندر سے لگا کر دیکھا تو وہ کفن مٹی کے تھا۔ یعنی ہاتھ لگاتے ہی ریزہ ریزہ ہوتا تھا۔ تو بادشاہ نے یہ شعر پڑھا ؎

بہت لوگ ایسے تھے جن کا ہمیشہ ... مشکیں بدن تھا معطر کفن تھا

اس پر یہ بیت بیربل نے کہا ؎

جو قبر ہمیں ان کی کھود دی تو دیکھا ... نہ تارِ کفن تھا نہ عضو بدن تھا

یہ سن کر بادشاہ بہت خوش ہوئے۔ اور انعام دیا۔

لطیفہ

کہتے ہیں کہ ایک روز اکبر بادشاہ واسطے شکار کے جنگل میں گئے۔ وہاں ایک زمیندار ہل جوت رہا تھا۔ اور اپنے گلے میں ایک گھنٹی ڈال رکھی تھی جس کی آواز بجتی ہوتی تھی۔ اکبر بادشاہ نے بیربل سے کہا کہ یہ آدمی نہایت بیوقوف معلوم ہوتا ہے۔ بیربل نے کہا درست ہے۔ لیکن نہایت عقلمند ہے۔ ملا دوپیازے بولے کہ اس کی بیوی کی دولت مند سے آشنائی ہے۔ بادشاہ نے فرمایا کہ اس کا امتحان ہو کر کیا جاوے۔ یہ سن کر ملا صاحب اس کے پاس گئے اور اس زمیندار سے کہا کہ بھیا گنگھا لیا تیری خالہ یعنی موسی صاحبہ زندہ ہیں یا نہیں تم تو ہم کو کیا پہچانتے ہو گے۔ ہم تمہارے خالہ زاد بھائی ہیں۔ کہ جب تم بہت چھوٹی عمر کے تھے تب ہم نوکری کرنے کیلئے (ملک) گئے تھے۔ اب ہم واپس آئے ہیں۔ وہ یہ سن کر بہت خوش ہوا۔ اور بولا کہ تم مکان پر جاؤ میں بھی آتا ہوں۔ یہ اس کے مکان کا پتہ نشان دریافت کر کے وہاں پہنچے۔ اور دیکھتے کیا ہیں۔ کہ ایک شخص اس کی عورت کے پاس بیٹھا میٹھی باتیں اڑا رہا ہے۔ انہوں نے آواز دی۔ اور کہا ہم گھنٹالیہ کے خالہ زاد بھائی ہیں۔ یہ سن کر اس کی بیوی اٹھی اور اپنے یار کو کوٹھی میں بند کر دیا ملا صاحب بولے دیکھیے آشنا اس کا موجود ہے۔ اکبر بادشاہ نے کہا کہ اس کا ہونا بھی بہتر ہے۔ اتنے میں گھنٹالیہ بھیا بھی ٹھن ٹھن کرتے آن پہنچے۔ سب کھانے میں مشغول ہو گئے۔ کھانا کھانے کے بعد ملا صاحب نے اپنے بھائی گھنٹالی سے کہا کہ بھائی کچھ اپنی نشانی بھی ہم کو دو۔ وہ بڑی خوشی سے بولا کہ جو چیز تمہارے پسند ہو لے لو۔ انہوں نے وہی کوٹھی جس میں حضرت تشریف فرما تھے پسند کی۔ بھیا گھنٹالیہ بولے بلا تکلف لے لو۔ مگر اس کی عورت نہایت غصہ ہوئی اور کہنے لگی۔ کہ میں نے اس کو بڑی دقت اور مشکلوں سے بنایا ہے میں کبھی نہ دوں گی نادان گھنٹالیہ اور اس کی بیوی میں بہت تکرار رہی۔ یہاں تک کہ نوبت مار پیٹ کی پہنچی پھر بھی گھنٹالیہ نے وہ کوٹھی عورت کو دی۔ اب عورت بہت حیران تھی کہ کیا کروں۔ ملا صاحب بولے کہ اب اسکو کس طور سے لیجانا چاہیے۔ خدانخواستہ

راستے میں کوئی صدمہ پہنچا تو یہ ٹوٹ جائے۔ اس کو پکا لو۔ لکڑیوں کا انبار جمع کر کے اُس کوٹھی کو اس میں رکھا۔ اور آگ دینی چاہی جب اُس کی عورت نے دیکھا کہ میرا آشنا جلا جاتا ہے تو اس وقت اس کے باپ کے پاس ایک کٹنی کو بھیجا اور سب کیفیت بیان فرمائی۔ اس کا باپ اشرفیوں کے توڑے لے کر آیا اور مُلا صاحب سے کہا کہ جناب اس کوٹھی کے عوض ہزار روپیہ مجھ سے لے لو اور کوٹھی مجھ کو دیدو مُلا صاحب نے کہا اے بیوقوف! میرے بھائی کا تحفہ ہے۔ بیچنے والے پر لعنت ہے وہ بولا خیر صاحب پانچہزار روپیہ لے لو۔ جب سب لوگوں نے مُلا صاحب کو سمجھایا کر دے بھی دو۔ تب مُلا صاحب نے روپیہ لے کر اور ایک لاٹھی اُس کوٹھی کو ماری۔ اور کہا کہ ثابت نہیں دو لنگا۔ اور ادہر اُس کوٹھی میں سے آدمی نکلا اور اس کو سب دیکھ کر حیران ہوئے۔ یہ دیکھ کر بادشاہ نے مُلا صاحب کو بہت کچھ انعام دیا +

لطیفہ

ایک دن بیربل نے اپنی بیوی سے جس کا نام شنابو تھا ہنسی سے کہا کہ میں نے ایک گاڑی بنوائی ہے جس کا نام شنابو رکھا ہے۔ جو تمہارے نام کے برابر ہے۔ اور گن بھی اس میں وہ ملتے ہیں جیسے تم عقل اور بات چیت کی صفائی میں تیز ہو وہ بھی اپنے برابر والوں میں صاف اور چال کی ہلکی اور تیز چلنے والی ہے۔ یہ سنکر بیوی نے بہت غصے کے ساتھ کہا کہ آپ اس کا نام بدل دیجیئے۔ بیربل نے وجہ پوچھی تب اُس نے یہ انتر دیالیتی جواب دیا کہ کل کو اگر تم اپنے چار یاروں کے ساتھ گاڑی میں سیر کو گئے۔ اور اُن میں کوئی ہنسی سے کہے کہ آج ہم اتنے شنابو پر چڑہے بیٹھے اسبات کو سن مجھے انتہا شوک ہو گا۔ کیونکہ آج تک تو میں نے سوائے آپ کے دوسرے کی صورت نہیں دیکھی ہے میں ایسے تمہارے پیار سے درگزری۔ یہ پیار میری موت کا باعث ہے +

لطیفہ

ایک پہاڑی نے ایک آدمی کے ہاتھ اکبر بادشاہ کے واسطے اخروٹ بھیجے جب پہاڑی لوگ اخروٹ لئے ہوئے آرہے تھے جب ایک شہر میں پہنچے تو ایک

مکان پر انہوں نے پیاز دیکھے۔ ان کے لئے یہ بالکل نیا پھل تھا۔ دل للچایا پیسہ تو موجود نہ تھا اخروٹ سے پیاز کو بدل لیا۔ اور انہوں نے بادشاہ کے لئے پیاز کی نذر اچھی سمجھی۔ کچھ تو انہوں نے کھایا۔ باقی بادشاہ کے دربار میں نذر دی اکبر بادشاہ کو پیاز دیکھ کر نہایت غصہ آیا۔ اور حکم دیا کہ سب پیاز ایک ایک کر کے ان کے ننگے سر پہ جوتے سے توڑے جائیں۔ یہ سنتے ہی حکم کی تعمیل ہونے لگی۔ اسی اثنا میں ایک پہاڑی نے دوسرے پہاڑی کو دیکھ کر کہا۔ ہم بڑے خوش قسمت تھے۔ کہ اخروٹوں سے پیاز کو بدل لیا۔ نہیں تو آج ہمارے سر کی خیر نہ تھی۔ بادشاہ یہ بات سن کر سمجھ گئے۔ اور بیوقوف پہاڑیوں کو چھوڑ دیا۔

لطیفہ

ایک روز اکبر بادشاہ قلعہ کے دریچہ سے بوقت شام کے سیر کر رہے تھے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ چراغاں کا عکس دریا میں معلوم ہوتا ہے۔ اس وقت یہ مصرعہ موزوں کیا۔ مصرعہ :۔ "ہم نے دریا کی طرف سیر چراغاں دیکھا"

یہ کہتے ہوئے دربار عام میں آئے۔ اور بیربل سے کہا کہ اس کا مصرعہ ثانی بیان کرو۔ یہ سب کو معلوم ہے کہ بیربل سرمستی کا دور رکھتے تھے۔ جواب دیا۔ ع

"آب و آتش کو ہم دست و گریباں دیکھا"

بادشاہ نہایت خوش ہوئے اور بے شمار انعام دیا۔

لطیفہ

بادشاہ فارس کے روبرو کسی نے یہ شعر دیوان حافظ کا پڑھا ؎

اگر آں ترک شیرازی بدست آرد دل مارا
بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را

بادشاہ نے حافظ صاحب کو طلب فرمایا۔ اور کہا میں نے بدقت تمام ملک فارس لیا اور سمرقند و بخارا کو آباد کیا۔ اور تم ایک خال ہندو پر اسے بخشتے ہو حافظ صاحب گو نہایت متوکل۔ گوشہ نشین درویش تھے کہتے مگر کہیں ایسی ہی

بخشش سے فقر و فاقہ میں گرفتار رہوں۔ بادشاہ ہنسا اور انعام دیکر رخصت کیا۔

لطیفہ

ایک مسافر کسی سرائے میں جا کر قیام گزیں ہوئے۔ اور آدھ سیر آٹا پکنے کیواسطے بھٹیاری کے پاس لے گئے۔ بھٹیاری نے دیکھا کہ مسافر تو بہت ہوشیار ہے۔ اپنے بچوں کو اشارہ کیا۔ تو ایک بچہ آیا اور کہنے لگا۔ کہ اے اماں مجھ کو چڑیا بنا دے بھٹیاری نے اسی آٹے میں سے چڑیا بنا دی۔ دوسرا آیا کہ اماں مجھ کو مور بنا دے بھٹیاری نے اس کو بھی آٹے کا مور بنا دیا۔ پھر تیسرا آیا کہ اماں مجھ کو مرغا بنا دے اس نے اس کو بھی بنا دیا۔ اس ترکیب سے آدھ پاؤ کے آٹا نکل گیا۔ جب مسافر نے دیکھا کہ آٹا چل دیا۔ تو بولے اچھی بھٹیاری! تو ایک بلی مجھ کو بھی بنا دے۔ یہ سن کر بھٹیاری بہت خوش ہوئی۔ اور سب لڑکوں سے آٹا بھی واپس لے لیا۔

لطیفہ

ایک شخص نے سفر جاتے وقت اپنی والدہ سے کہا کہ خرچ خانگی کے واسطے کس قدر روپیہ دوں۔ اس نے جواب دیا کہ جتنے روز کی میری زندگی ہو پھر اس شخص نے کہا۔ آپ کی زندگی میرے اختیار میں نہیں ہے۔

لطیفہ

کسی امیر کا مکان بر لب سڑک تھا۔ نوکر سے کہا کہ آج مکان خوب صاف کرنا مگر کوڑا اگر گرے تو بھلے آدمی کو دیکھ کر پھینکنا۔ اس بیوقوف نے جب ایک صاحب دوشالہ اوڑھ کر نکلے۔ سب کوڑا ان پر ڈال دیا۔ وہ نادم ہو کر مالک مکان کے پاس آئے۔ اور شکوہ نوکر کا کیا۔ مالک مکان جب نوکر پہ بہت خفا ہوا تو نوکر نے کہا۔ آپ ہی نے کہا تھا۔ کہ بھلے آدمی کو دیکھ کر پھینکنا۔ ان صاحب سے بھلا آدمی اور کون تھا۔

لطیفہ

ایک عورت حسینہ صاحب زمیندارہ کے روپیہ دینے آئی۔ بل رسید لکھوا کر واپس جاتی تھی۔ کہ صاحب کو یاد پڑا۔ کہ بل پر دستخط تو ہو گئے۔ مگر مہر ثبت نہیں ہوئی۔ جلدی سے بی بی صاحبہ کو پکار کر کہا۔ کہ بی بی صاحب آئیے آپ کے بل پر مہر تو لگا دی جائے۔

لطیفہ

ایک روز بیربل اپنی کتیا کو پکڑے جا رہے تھے۔ اکبر بادشاہ نے ہنسی سے کہا۔ ارے تو کتیا کا کیا لے گا۔ بیربل نے جواب دیا کہ حضور کتیا کے کتنے دام دیں گے۔

لطیفہ

ایک شخص کور مادرزاد (اندھا) ایک گھڑا کاندھے پر رکھے اور ایک چراغ ہاتھ میں لئے ہوئے شب کو جا رہا تھا۔ اور کہتا جاتا تھا۔ کہ ہٹو بچو دیکھ کے چلو۔ ایک شخص نے اس سے ہنس کر کہا کہ اے اندھے تو چراغ کیوں لئے ہے تجھ کو چراغ سے کیا فائدہ ہے؟ اس نے جواب دیا کہ بابا یہ چراغ میں نے اپنے واسطے ہمراہ نہیں لیا ہے۔ بلکہ تم لوگوں کے لئے ہے۔ کہ دیکھ کر چلو۔ اور میرا گھڑا نہ توڑ دو۔

لطیفہ

نقل ہے کہ بادشاہ جم جاہ حضرت اورنگ زیب عالمگیر نعمت خاں وزیر کو ہمراہ لے کر معہ شہزادہ کے حمام میں تشریف لے گئے۔ اور از راہ مذاق کے اپنا اور شہزادہ کا لباس اتار کر وزیر نعمت کے دوش پر رکھ دیا۔ اور ہنس کر کہا کہ اب ایک گدھے کا بوجھ تم پر ہو گیا۔ وزیر نے جواب دیا کہ خداوند! گدھا اس قدر بوجھ نہیں اٹھا سکتا ہے۔ یہ دو گدھوں کا

لطیفہ

دو شخص آپس میں انتہا درجہ کی دوستی رکھتے تھے۔ اتفاق زمانہ سے ایک دوست دفعتہً امیر کبیر ہو گیا۔ تو دوسرا دوست اس کے پاس ملاقات کو گیا۔ کہ اس کو اس ثروت کی تہنیت دیں۔ مگر بیچارہ بہت مفلس تھا۔ اس دوست امیر نے دیکھ کر اس سے پوچھا کہ تم کون ہو اور میرے پاس کس واسطے آئے ہو۔ یہ بیچارہ بہت حیران اور شرمندہ ہوا کہ میں کیوں اس کے پاس آیا۔ اس نے بوجہ امارت کے مجھ سے تجاہل عارفانہ کیا۔ مگر فوراً اس کے خیال میں کچھ آگیا۔ اور یہ برجستہ جواب دیا کہ میں تمہارے پاس عیادت کے لیے آیا ہوں۔ سنا تھا کہ تم دونوں آنکھوں سے اندھے ہو گئے۔ وہ اس بات کو سن کر بہت شرمندہ ہوا۔

لطیفہ

ایک اٹھائی گیرے نے دیکھا۔ کہ ایک فقیر نئی دستار سر پہ باندھے چلا جاتا ہے۔ اٹھائی گیرے کا دل بھر آیا۔ اور اچک کر پگڑی لے بھاگا۔ فقیر بیچارہ غل مچا کر چپ ہو رہا۔ اور قبرستان میں جا کر بیٹھ گیا۔ لوگوں نے اس سے پوچھا کہ میاں شاہ صاحب! تم یہاں آکر کیوں بیٹھ رہے ہو۔ اس کو جا کر تلاش کرو۔ اس نے جواب دیا کہ میں اس کو کہاں ڈھونڈوں۔ یہیں پر بیٹھا ہوں۔ آخر مر کر وہ بھی ایک دن یہیں آئے گا۔ پھر اس سے میں سمجھ لوں گا۔

لطیفہ

لوگوں نے ایک حکیم صاحب کو دیکھا کہ جب وہ قبرستان سے گزرتے ہیں تو منہ اپنا چادر سے چھپا لیتے ہیں۔ تعجب سے ایک شخص نے

تو منہ اپنا ڈھانپ لیتے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ یہ راز بیان کے قابل نہیں ہے۔ جب سب نے اصرار کیا تو حکیم صاحب نے جواب دیا۔ کہ بوجانیٹو اس قبرستان میں بہت سے لوگ ایسے ہیں جو اس ناچیز کے علاج کرنے سے مر گئے۔ جب میں ادہر آتا ہوں۔ بوجہ شرم کے منہ چھپا لیتا ہوں۔

لطیفہ

ایک بیوقوف مولوی نے کسی کتاب میں وقت شب پڑھتے ہوئے دیکھا کہ جس کی ڈاڑہی ایک مٹھی سے لانبی ہوتی ہے۔ اکثر وہ احمق ہوتا ہے۔ ملا صاحب گھبرائے۔ کہ اگر لوگ بھی اس کتاب کے مضمون سے مطلع ہوں گے۔ تو مجھ کو بیوقوف سمجھیں گے۔ اور قطع نظر اس کی لانبی ڈاڑہی کی خاصیت یہ ہے کہ کہیں میں بھی بیوقوف نہ ہو جاؤں یہ خیال کر کے ارادہ کیا کہ قینچی لاؤ۔ تھوڑی تراش ڈالوں۔ مگر قینچی موجود نہ تھی۔ ہاتھ سے ڈاڑہی پکڑ کے چراغ کی لو سے لگا دی۔ کہ ایک مشت رہ جاوے۔ وہ جل کر ہاتھ پہ پہنچی۔ جب ہاتھ جلنے لگا۔ گھبرا کر چھوڑ دی۔ آخر سب ڈاڑہی جل گئی۔

لطیفہ

ایک دن دربار میں اکبر بادشاہ کے سامنے بیربل کا گوز نکل گیا بادشاہ بیربل پہ بہت خفا ہوئے۔ کہ بیربل تم بڑے گدہے ہو۔ بیربل نے عرض کیا۔ جہاں پناہ! میں بڑا عقلمند تھا۔ مگر آپ سے گدہوں کی صحبت میں رہ کر عادت بگڑ گئی۔ اس بات کو سن کر بادشاہ بہت شرمندہ ہوئے۔

ختم شد

بیربل نامہ حصّہ دوم

لطیفہ

ایک روز حضرت سلیمان علیہ السّلام تخت ہوائی پر سوار ہوئے آسمان کی سیر کر رہے تھے۔ آپ کے دست مبارک پر ایک ہُد ہُد بیٹھا تھا۔ اُس سے آپ نے دریافت کیا۔ کہ اے شاہ طیور تو نے ہر مُلک کی سیر کی ہے۔ اور بڑے بڑے اولو العزم بادشاہوں کو دیکھا ہے۔ بتا کہ اس وقت روئے زمین پر کوئی دوسرا مجھ سے بڑھ کر صاحب اقبال دکھائی دیتا ہے۔ ہُد ہُد نے جواب دیا۔ اگر میری گستاخی معاف فرمائی جاوے۔ تو آپ کے سوال کا جواب عرض کروں۔ آپ نے فرمایا بلا تأمل بیان کر۔ ہُد ہُد نے یہ فرمان سن کر عرض کیا کہ حق تو یہ ہے کہ اس وقت روئے زمین پر آپ کا ثانی نہیں ہے۔ اور اگر بڑھ کر ہے تو یہ مشت پر ہے۔ کیونکہ آپ تخت ہوائی پر سوار ہیں۔ اور بندہ آپ کے دست مبارک پر۔ بس آگے آپ ہی کمتری اور برتری کا انصاف کر لیجیے۔ حضرت سلیمان علیہ السّلام اُس کے جواب باصواب سے بہت محظوظ ہوئے اور اُس کو ہر وقت اپنی مصاحبت میں سرفراز فرماتے۔

لطیفہ

ایک صاحب کے مکان پر کسی تقریب کے باعث محفل انبساط منعقد تھی۔ اور ہنگامہ رقص و سرود گرم تھا۔ سب عزیز و اقارب دوست

تیز خیال اور حاضر جوابوں میں شمار کرتے تھے۔ طوائف کے بعد سے تکیہ کی طرح لگے بیٹھے تھے۔ چونکہ حقہ کا دور شروع تھا۔ طوائف نے تعظیماً حقہ آپ کی جانب کر دیا۔ اور کہا کہ پیجئے۔ وہ تو اس پر پہلے ہی لٹو تھے۔ بولے دائیں پستان یا بائیں۔ یہ سن کر وہ شوخ دل حاضر جواب متبسم ہو کر کہنے لگی۔ کہ ان طرفوں کا کیا ذکر ہے۔ مطلب پینے سے ہے۔ یہ جواب سن کر وہ حضرت بہت نادم ہوئے۔ اور اسی وقت وہاں سے ایسے چمپت ہوئے۔ جیسے لاحول سے شیطان ۔۔

لطیفہ

ایک زمیندار مکار بڑا مردم آزار تھا۔ کسی کو اپنے زعم میں وہ خاک کچھ نہ سمجھتا تھا۔ اس گاؤں کی جس قدر رعایا تھی۔ سب اس سے دل تنگ تھی۔ رات دن اس کو زک دینے کی فکر میں تھے۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ آپ جنگل میں جا رہے تھے۔ اثنائے راہ میں تالاب تھا۔ وہاں دھوبی کپڑے دھو رہا تھا۔ اپنے دل میں سوچا کہ میرے کپڑے میلے ہو گئے ہیں۔ ان کو دھلوانا چاہیئے۔ یہ سوچ کر دھوبی سے کہنے لگا کہ او دھوبی میرے کپڑے کھاٹ دھو دے۔ دھوبی نے جواب دیا کہ چودھری صاحب مجھے کیا عذر ہے۔ آپ کپڑے اتار دیجئے میں ابھی دھو دیتا ہوں۔ چونکہ چودھری صاحب کے سر نشہ کا دیو سوار تھا فرمانے لگے۔ او نامعقول ہم کپڑے نہیں اتارتے۔ ہمارے بدن پر ہی دھو دے۔ دھوبی نے مارے خوف کے تالاب کے کنارے پر بٹھا کر کپڑے دھونے شروع کئے۔ جب کپڑے خوب صاف ہو گئے۔ تو دھوبی نے کہا اب چودھری صاحب آپ دھوپ میں بیٹھئے۔ تاکہ کپڑے جلد خشک ہو جائیں۔ پس نمبردار صاحب چنوں کے کھیت میں جا کر بیٹھ گئے۔ ہرا ہرا کھیت دیکھ کر جی میں سوچے۔ کہ جب تک کپڑے خشک نہ ہوں۔ بیکار کیوں رہئے۔ کچھ شغل

کرنا چاہیئے۔ یہ سوچ کر ہرے ہرے بوٹ توڑ توڑ کر کھانے لگے۔ قصارا اُسی وقت کھیت والا بھی آ پہنچا۔ اُنہیں دیکھ کر للکارا مگر یہاں کوئی سنتا ہی نہیں۔ چپکے چپکے دبے پاؤں پیچھے سے آ کر نمبردار صاحب کو جوتے مارنے شروع کئے۔ تب آپ دھوبی سے پکار کر کہنے لگے۔ کیوں کیا بات ہے ٹھہر جا تجھے سمجھوں گا۔ دھوبی نے جواب دیا چودھری صاحب بات کیا ہوئی۔ کپڑے میں دھوئے گندے اس نے کر دیئے۔

لطیفہ

ایک کبڑی بوڑھیا کہیں جاتی تھی۔ راہ میں ایک خوش مزاج جوان نے ازروئے مذاق دریافت کیا کہ اے بوڑھیا آفت کی پڑیا یہ کمان تو نے کس قیمت کو خریدی ہے۔ اُس ضعیفہ نے جواب دیا کہ اے جوان پر ارمان! نہ گھبرا۔ جب خدا تجھ کو اس عمر کو پہنچائے گا یہ قیمت مل جائے گی۔

لطیفہ

کسی نے نکھٹو سے دریافت کیا۔ کہ یہ کیا سبب ہے کہ جو تو موسم سرما میں اپنے گھر سے باہر نہیں آیا کرتا۔ اُس نے جواب دیا کہ گرمی میں میری کونسی عزت ہوتی ہے۔ جو جاڑے میں گھر سے باہر نکلوں۔

لطیفہ

ایک شاعر نہایت خوش کلام فصیح البیان رند مشرب تھا۔ سوائے بیہودہ گوئی اور شراب نوشی کے کوئی کام نہ کرتا تھا۔ اس کی بیوی نہایت پارسا اور صاحبِ عزت و عصمت تھی۔ دن رات عبادتِ الٰہی میں مصروف رہتی تھی۔ ایک روز بیوی صاحب نماز پڑھ رہی تھیں کہ آپ بھی مجلس میں آ نکلے۔ بیوی صاحب کو اس حال میں دیکھ کر

بیٹھ گئے۔ جب اُس نیک بخت نے نماز سے فراغت پائی۔ تو آپ نے دریافت فرمایا۔ کہ بیوی صاحب اگر مرد عبادت کرتے ہیں تو اُمید حورانِ بہشتی کی رکھتے ہیں۔ مگر آپ فرمایئے کہ آپ کو کس مرد مجرد کی خواہش ہے +

لطیفہ

نقل ہے کہ ایک وقت سعدی شیرازی علیہ الرحمتہ نے ملکِ عراق کا سفر کیا۔ وہاں کے رئیسوں نے جب آپ کی تشریف آوری کی شہرت سنی تو نہایت تعظیم و تکریم سے اپنے مکان پر لے گئے۔ اور عمدہ عمدہ قسم کے کھانے جیسا کہ بادشاہان ذی شان کے واسطے پکایا کرتے ہیں۔ تیار کرائے۔ جب آپ کے آگے لائے تو آپ نے فرمایا دعوت ہے اور شیراز۔ پھر جب کھانے سے فارغ ہوئے تو پھر وہی کلمہ ارشاد ہوا۔ یعنی دعوت ہے اور شیراز۔ اُن اُمرا میں سے ایک شخص نے دریافت کیا کہ اے سرتاج مجمع فضلا شیراز میں کیا اس سے بہتر کھانے تیار ہوتے ہیں۔ جو ہم خادموں کے یہاں ماحضر آپ کے مقبول نظر نہ ہوا۔ لِلّٰہ کچھ فرمایئے اس کا جواب بھی یہی دیا۔ کہ ہاں صاحب دعوت ہے اور شیراز بس مگر بہ کرر یہی جواب سُنکر خاموش ہو گئے۔ اور شیخ صاحب سے کہنے لگے کیا مضائقہ ہے۔ اگر زندگی مستعار باقی رہی تو ضرور کبھی نہ کبھی اس دعوت شیراز کے معمہ کو حل کریں گے۔ القصہ سعدی علیہ الرحمتہ چند روز ٹھہر کر وہاں سے رخصت ہوئے۔ پس ایک عرصہ کے وہی اُمرا سیر و سیاحت کرتے ہوئے شیراز میں آئے۔ اور شیخ صاحب کے مکان کا پتہ دریافت کرتے ہوئے پہنچے۔ ایک شخص نے مکان پر لا کے کھڑا کیا کہ شیخ سعدی رح کا مکان یہی ہے۔ اُنہوں نے ٹوٹے اور خس پوش جھونپڑے کو دیکھ کر کمالِ حیرت سے کہا۔ کیا اسی دعوت اور شیراز پر نازتھا۔ خیر مجبوراً ان میں سے ایک شخص نے آواز دی آپ گھر موجود نہ تھے۔ لڑکی نے اندر سے جواب دیا۔ کہ وہ گھر میں

تشریف نہیں رکھتے۔ جو کچھ آپ نے کہا ہو۔ فرما دیجئے۔ جب وہ تشریف لائیں گے۔ اُن کی خدمت میں مفصّل عرض کر دوں گی۔ تب اُس امیر نے کہا کہ جب سعدیؒ صاحب گھر میں رونق افروز ہوں۔ تو اُن کی خدمت سراپا برکت میں اتنا گزارش کر دینا کہ ملک عراق سے آپ کا خادم قدم بوسی کے ارادہ سے حاضر ہوا تھا۔ اور یہ شعر کہہ گیا ہے ؎

سعدیا شیراز با نامت بس ست
چوں بدیدم خانہ اندر خار و خس ست

لڑکی نے یہ کلام ملامت التیام سُن کر امیر سے کہا کہ خدا جانے خانہ و کعبہ کس وقت تشریف لائیں۔ آپ اس کا جواب بیتے جائیں لیجئے۔ دیکھا جائے گا ؎

قافلہ رفتند و ما ہم میرویم
از برائے چند روزہ ایں بس است

وہ امیر یہ کلام دلپذیر سُن کر صورت تصویر ششدر رہ گیا۔ اور کہا مرحبا فی الحقیقت ہم نے سعدیؒ کا مرتبہ نہیں جانا۔ جیسا سُنا تھا ویسا ہی پایا۔ واقعی آپ کے صاحب کمال ہونے میں کوئی شک نہیں۔ ؎

قدرِ گوہر شاہ داند یا بداند جوہری

پھر لڑکی نے ایک بوریا ان کے بیٹھنے کے واسطے اندر سے بھیجا اور کہا آپ آرام فرمائیے۔ یقین ہے کہ شیخ صاحب بھی تشریف لاتے ہوں گے۔ وہ تینوں امیر اس بوریا کو قالین سمجھ کر بیٹھ گئے۔ اتنے میں سعدی صاحب بھی تشریف لائے۔ وہ تینوں مہمان سرو قد تعظیم دے کر بغل گیر ہوئے۔ شیخ صاحب نے نہایت خندہ پیشانی سے بٹھایا۔ پھر گھر میں تشریف لائے۔ اور

[illegible]

کہا بسم اللہ کیجیے۔ انہوں نے یہ نانِ جویں نمک دار کباب کھا ئی تھیں۔ پہلے ہی لقمہ میں حلق سے خانہ جنگی ہونے لگی۔ غرض بزار وقت وہ لقمہ پانی کے گھونٹ سے اُتارا۔ اور کہا اے سعدی! اسی دعوتِ شیراز پہ ناز ہے۔ شیخ نے جواب دیا۔ بیشک اگر آپ برسوں یہاں تشریف رکھیں تو ناگوار نہ ہو۔ کیونکہ جملہ تکالیف کا نتیجہ تکلفات ہیں۔ اور تکلیف کا زمانہ ہمیشہ یکساں نہیں رہتا اس لئے ہمارے شیراز کا قاعدہ ہے۔ کہ جو کچھ اپنے گھر میں موجود ہوتا ہے۔ اسی سے مہمان کی تواضع کرتے ہیں۔ زیادہ تکلف کی ضرورت نہیں ہے۔ برعکس آپ کے طریقہ کے۔ وہ امیر یہ جواب بہ صواب سن کر اپنے دل میں نہایت شرمندہ ہوا۔

لطیفہ

کسی بخیل کے دروازہ پر ایک فقیر نے سوال کیا۔ بہت دیر کے بعد آواز آئی۔ کہ شاہ صاحب ہاتھ خالی نہیں ہے۔ فقیر نے جواب دیا کہ بابا خدا کرے تیرا ہاتھ خالی ہو۔ اور ہماری قدر کرے۔

لطیفہ

ایک روز اکبر بادشاہ نے بیربل سے دریافت کیا۔ کہ اے بیربل سرسبزی۔ ملک۔ آسودگی رعایا۔ استحکام حکومت۔ کس چیز پر منحصر ہے۔ بیربل نے جواب دیا۔ کہ جہاں پناہ! دارومدار حکومت کا چار چیز پر ہے:۔

اول۔ عدالت۔ دوم سیاست سیوم سخاوت چہارم شجاعت

عدالت سے یہ مراد ہے۔ کہ بادشاہ کل مقدمات رعایا میں نیک و بد اور جھوٹ سچ کی تمیز کرے۔ کمتر کے مقابلے میں برتر کی رعایت نہ کرے کل خاص و عام کو اپنے عدالت کے میزان میں رکھے

سیاست کا منشا ہے۔ کہ کمزوروں پر رحم اور ظالموں اور سرکشوں پر جبر کرے۔ بلکہ ایسے بدمعاش لوگوں کو اپنے ملک سے نیست و نابود کرے۔ تاکہ رعایا ان کے مکروفریب سے فارغ البال رہے۔ جس بادشاہ کی سیاست نہیں۔ اُس کی بے خوف ریاست نہیں ؛

سخاوت کرنا بادشاہ کے لیئے اعلیٰ درجہ کا منصب ہے اپنے دستِ کرم سے غربا اور ساکین کو خوش و خرم رکھے۔ کرم سے دولت کی ترقی ہوتی ہے۔ ہفت اقلیم میں اس کی نیک نامی کے گیت گائے جاتے ہیں۔ سخی کے دشمن کم اور دوست زیادہ ہوتے ہیں۔ جس شاہ کو یہ بات میسر نہیں اس کے ملک و مال میں سرسبزی نہیں ؛

شجاعت شہریاری اور جہانداری کا دُرۃ التاج ہے۔ جس حاکم کو یہ نہیں۔ اُس کے ملک اور دولت میں وسعت نہیں۔ اس کی خلافت میں ہر لحظ زوال ہے۔ آرام طلبی اور بزدلی بادشاہ کے امور سلطنت میں نئی نئی خرابیاں پیدا کرتی ہیں۔ ایسے بادشاہ کے دشمن ہر وقت گھات میں رہتے ہیں۔ ارکان دولت کے جو دل میں آتا ہے کرتے ہیں۔ جس بادشاہ میں یہ چار صفت نہیں۔ اُس کی ریاست خاک بھی نہیں ؛

لطیفہ

ایک شخص اپنے دوست کے ہاں گیا۔ میزبان کے یہاں جو کچھ موجود تھا۔ اپنے دوست کے آگے لاکر رکھا۔ چونکہ آپ کی خوراک زیادہ تھی کھانا جو سب گھر والوں کو کافی ہوتا ہے۔ اس نے چٹ کر کے ڈکار تک نہ لی۔ القصہ تین روز کے بعد وہ رخصت ہونے لگے۔ تو میزبان نے دریافت کیا کہ اب کہاں تشریف لے جائیں گے؟ مہمان نے کہا اے دوست! میرا ارادہ عراق جانے کا ہے۔ وہاں جاکر اپنا علاج کرونگا۔ میرے ہاضمہ میں

فرق رہتا ہے۔ اچھی طرح کھانا کھایا نہیں جاتا۔ تب میزبان نے جواب دیا کہ اے دوست جب آپ اپنا علاج کرا کر واپس آؤ۔ تو للہ مجھ غریب کے مکان پہ تشریف نہ لایئے گا۔ کیونکہ کم کھانا تو آپ کا اب یہ ہے۔ اگر شکم سیر ہو کر کھاؤ گے تو شاید میں بھی کفایت نہ کروں۔

لطیفہ

ایک ظریف کسی تقریب میں اپنے دوست کے ہاں مہمان گیا۔ جب کھانے کا وقت آیا سب اہل محفل کے روبرو دسترخوان بچھا کر کھانا چنا اتفاقاً ظریف صاحب کے آگے جو رکاب سالن کی رکھی گئی اس میں سوائے شوربے اور چند قتلے ترکاری کے بوٹی کا پتہ نہ تھا ظریف گھٹنوں کے بل بیٹھ کر اپنی آستین چڑھانے لگا۔ لوگوں نے دریافت کیا میاں صاحب یہ کیا حرکت ہے؟ ظریف نے جواب دیا کہ صاحبو حرکت تو کچھ بھی نہیں ہے۔ لیکن میں اس بحر ذخار میں غوطہ لگا کر بوٹی تلاش کرتا ہوں۔ یہ بات سن کر تمام اہل مجلس ہنسنے لگے۔ اور صاحب خانہ بہایت نادم ہوا۔

لطیفہ

ایک دفعہ اکبر بادشاہ اور ملا صاحب سوار ہوئے۔ مرغزاروں کی سیر کرتے جنگل کے سبزہ سے اپنی طبیعت بہلا رہے تھے۔ آپس میں سلسلہ مذاق شروع تھا۔ اثنائے گفتگو میں بادشاہ کے پیٹ میں باد مخالف نے جو زور کیا بے اختیار ریح نکل گئی۔ ندامت کی وجہ سے بادشاہ نظر چرا کر اوپر دیکھنے لگے۔ ملا صاحب نے یہ موقع دیکھا۔ تو فوراً اپنا پیٹ کھینچ کھانچ کر ایک آواز صحیح کی۔ اور آسمان کی طرف دیکھنے لگے۔ بادشاہ نے فرمایا کہ اے ملا یہ کیا گستاخی ہے۔ ادھر دیکھو۔ ملا نے جواب دیا کہ جہاں پناہ! میں یہ دیکھتا ہوں کہ کونسا زیادہ بلند گیا۔ اکبر یہ جواب سنکر کمال نادم ہوا۔

لطیفہ

ایک ماہی گیر سُرخ و زرد رنگ کی بے نظیر مچھلی پکڑ کر بادشاہ کے روبرو میں لے گیا۔ بادشاہ کو وہ مچھلی بہت پسند آئی۔ بادشاہ نے فرمایا اس کی قیمت کیا ہے؟ مچھیرے نے عرض کی اس کی قیمت دو ہزار روپے ہے۔ بادشاہ نے ادائے قیمت کے لیئے وزیر کی طرف اشارہ کیا۔ چونکہ وزیر نہایت حاسد تھا۔ بادشاہ سے کہنے لگا۔ کہ حضور اس قسم کی مچھلی بکثرت اور پکڑنے والے بیشمار ہیں۔ اگر اس طرح فی مچھلی دو ہزار روپے دیئے جائیں گے تو گنج قارون بھی کفایت نہیں کر سکتا۔ بادشاہ نے جواب دیا کہ اب کیا ہوتا ہے۔ میں اپنی زبان دے چکا۔ وزیر نے کہا اس کا علاج سہل ہے۔ آپ اُس سے دریافت کیجیئے۔ کہ یہ مچھلی مونث ہے یا مذکر۔ اگر مادہ بتلائے تو آپ اُس کا نر طلب فرمایئے۔ اگر نر بتلائے تو آپ مادہ منگائیں۔ یقین ہے کہ وہ اس بحث پر مجبور ہو کر قلیل قیمت لے جائے گا۔ اور آپ کے عہد میں بھی فرق نہ آئے گا۔ بادشاہ نے یہی سوال اُس ماہی گیر سے کیا۔ کہ یہ مچھلی مونث ہے یا مذکر؟ چونکہ ماہی گیر بھی صحبت یافتہ تھا۔ بلاپس و پیش فوراً جواب دہ ہوا۔ کہ حضور یہ مچھلی مخنث ہے یعنی نہ مرد ہے نہ عورت۔ بادشاہ کو جواب اُس کا نہایت پسند آیا۔ علاوہ قیمت کے پانسو روپیہ اور انعام دیا۔ اور وزیر شرمندہ ہوا ؏

لطیفہ

کسی امیر نے ایک نجومی سے سنا تھا۔ کہ جو کوئی صبح کے وقت سورج نکلنے سے پہلے جوڑا کوے کا ایک جگہ بیٹھا ہوا دیکھے۔ تو اُس پر نہایت مبارک اثر پڑتا ہے۔ چنانچہ اُس امیر نے اپنے ایک نوکر کو ہدایت کی کہ ہر روز صبح کو قبل طلوع آفتاب کوے کا جوڑا بیٹھے دیکھے فوراً ہم کو خبر کرنا۔ نوکر اسباب کی تلاش میں رہا۔ قضارا ایک روز کوے کا جوڑا بیٹھا دیکھ کر آنے آیا

کو اطلاع دی وہ حضرت دھوتی سنبھالتے ہوئے جلد گھر سے باہر آئے وہاں آکر دیکھا۔ تو صرف ایک کوا بیٹھا ہوا ہے۔ اپنے دل میں بہت پشیمان ہو کر کہنے لگا۔ کہ او مردک بس ہم نے تجھ کو موقوف کیا۔ جا اپنے گھر بیٹھ۔ نوکر نے جواب دیا کہ حضور جس نے دو کوے دیکھے تھے۔ ہمیں کیا خوش ہوا جو آپ ہوئے۔ خیر ہوئی۔ کہ یہ صدمہ مجھی پر گزرا۔ یہ جواب سن کر امیر بہت خوش ہوا۔ اور اس کو اس کی جگہ پر بحال کر دیا۔

لطیفہ

ایک روز اکبر بادشاہ اپنے والد بزرگوار کے مرقد شریف پر تشریف لے گئے اور فاتحہ پڑھ کر بچشم تر وہاں سے یہ کہتے ہوئے برآمد ہوئے۔ ع

جہاں میں کوئی بھی دائم رہا ہے

ملا صاحب نے یہ مصرع سن کر عرض کیا۔ حضور سچ ہے۔ مگر

نام نکو قائم رہا ہے

لطیفہ

ایک روز شہزادی زیب النساء غسل سے فارغ ہو کر اپنے گیسوئے پیچاں کو بل دے کر پانی نچوڑ رہی تھی۔ پانی قطرہ نزاکت سے در شبنم کی طرح سنبل پیچاں سے ٹپک رہا تھا۔ چونکہ شہزادی ذہین اور سخنور تھی۔ اس وقت کی درفشانی کا یہ عالم دیکھ کر درج دہن سے گوہر سخن نکال کر یوں آبدار کیا ؎

کونسی وہ چیز ہے اگر بنے اور ٹوٹ جائے
قطرہ شبنم کا ہے جو گوہر بنے اور ٹوٹ جائے

چونکہ یہ شعر عالم شوق میں شہزادی کے قیمتی خیال کا نتیجہ تھا۔ ایک سہ بیتی مرتب کر کے ایک کنیز با تمیز کے ہاتھ عاقل خاں وزیر کے پاس روانہ کر دیا۔ اس نے وزیر صاحب کی خدمت میں جا کر پیش کیا۔ چونکہ عاقل خاں در پردہ شہزادی سے لگاؤ رکھتا تھا۔ اس شعر کو دیکھ کر مرغ بسمل کی طرح تڑپ گیا

اور عالم شوق میں اس شعر کا جواب اس شعر کے نیچے یوں موزون کیا:۔

جب نچوڑے تو نہا کر بال اپنے طشت میں
آتے آتے طشت تک گوہر بنے اور گولی جائے

شہزادی جواب پاکر اپنے دل میں بہت نادم ہوئی۔ اور کہنے لگے کہ خدایا اس شعر کے ہر ایک لفظ سے کسی چشم ترکیبن کی غمازی ثابت ہوتی ہے۔ گویا سرتا پا ہیرا فوٹو کھینچا گیا ہے۔ ورنہ کہاں یہ شعر اور عاقل خاں ۔

۲۰۱۸۰

لطیفہ

ایک روز بادشاہ نے بخیال زیادتی خرچ کل فوج کو یک قلم برخاست کر دیا۔ رات کو خواب میں دیکھا۔ کہ بہت سے آدمی خزانہ شاہی اٹھائے لیے جاتے ہیں۔ بادشاہ نے پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم موکلان خدا ہیں۔ پوچھا کہ یہ خزانہ کس واسطے لیے جاتے ہو؟ کہا جس روز سے بادشاہ نے سپاہ کو برخاست کیا۔ ان کی قسمت کا روپیہ دوسرے بادشاہ کے خزانے میں جاتا ہے۔ کہ ان کو اس خزانہ سے تنخواہ ملیگی۔ صبح کو جب آنکھ کھلی تو بادشاہ نے بیربل سے تعبیر طلب کی۔ بیربل نے کہا کہ حضور خزانہ کو ملاحظہ فرمائیں۔ جب خزانہ کو ملاحظہ فرمایا تو بہت سا خالی پایا۔ بادشاہ نے اسی وقت تمام فوج کو طلب کر کے بحال کر دیا۔ دوسرے خزانہ بدستور بھر گیا۔

مثنوی
بریں حالت زور فوج و نگیں داری
پئے آسائش خلق حق داد ایزد تعالیٰ دولت

لطیفہ

ایک دفعہ ملا دوپیازہ صاحب نے اکبر بادشاہ کے حضور میں کچھ مذمت ہندوؤں کی کرنی شروع کی۔ بیربل کو یہ بات ناگوار گزری۔ بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور ہندوستان میں جس قدر مسلمان ہیں۔ وہ ہماری نسل سے ہیں۔ بھلا ان کا ہم پر فخر بیجا ہے۔ ملا صاحب نے عرض کیا کہ حضور

سچ ہے۔ نہ ان کی ماں بہنیوں کا عقد ہمارے باپ دادا سے ہوتا نہ آج یہ ہمارے نانا ماموں بنتے۔ بادشاہ یہ جواب سُن کر بہت خوش ہوئے اور بیربل کو شرمندہ ہونا پڑا ۔

لطیفہ

ایک روز اکبر بادشاہ دربار میں تشریف فرما تھے۔ بادشاہ نے مُلّاں دوپیازہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ مُلّا صاحب آپ کو اپنی دستار بندی پر بڑا فخر تھا۔ لیکن آج بیربل نے بھی اپنی دستار خوبصورتی سے باندھی ہے مُلّا نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور گستاخی معاف بندہ بے ایمان کی قبر پہنچاتا ہے یہ شعور راجہ صاحب کو نہیں۔ بلکہ "طوطی پس آئینہ" یہ حسن و سلیقہ ان کی پردہ نشین پیاری بی بی کا ہے۔ بادشاہ نے فرمایا اس کی دلیل کیا ہے؟ مُلّا صاحب نے کہا راجہ صاحب اپنی دستار اُتار کر پھر دوبارہ ویسی ہی باندھ لیں۔ اور میں اپنی دستار پھر ویسی ہی باندھتا ہوں۔ اگر راجہ صاحب پھر ویسی ہی باندھ سکیں تو میں سچا۔ ورنہ جھوٹا۔ تب بادشاہ نے بیربل سے فرمایا کہ اب مُلّا کے قول کی صداقت ہونی چاہیے۔ تم بھی اپنی کارستانی دکھاؤ۔ بیربل نے مجبور ہو کر اپنے سر سے دستار کو اُتارا۔ جب مگر دستار باندھی تو وہ خوبصورتی نہ آئی۔ بیربل نے آئینہ میں دیکھ کر دستار باندھی تھی۔ تب بادشاہ نے فرمایا آج ہم کو یقین ہو گیا۔ کہ تمہاری زوجہ تم سے زیادہ عاقلہ ہے۔ جو کام تم سے حل نہیں ہوتا۔ اس کو تم اپنی ہم خواجہ سے انجام دلاتے ہو۔ یہ بات سُن کر بیربل اپنے دل میں بہت نادم ہُوا۔ مُلّا صاحب نے عرض کیا حضور! ؎

نہ ہر زن زن است و نہ ہر مرد مرد
خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد

اگر اُس نیک بخت کو ان کی مربی اور اُستانی کہیے تو زیبا ہے۔

لطیفہ

ایک روز اکبر بادشاہ اپنے باغ [illegible] کے

کے گلگشت فرماتے ہیں۔ خیابان چمن کی نکہت دلپذیر سے اپنے مشام جان کو فرحت دے رہے تھے۔ کہ ایک زمیندار آیا۔ اور سامنے کھڑا ہوگیا۔ بادشاہ نے پوچھا کیا چاہتا ہے۔ اُس نے کہا حضور میں اپنا مدعا پیچھے عرض کرونگا۔ پہلے آپ اپنی خاموشی کا سبب بیان فرمایئے۔ بادشاہ نے فرمایا کہ اس وقت میں اپنے خدا سے ترقی دولت اور عیش و آرام کی دُعا مانگ رہا تھا یہ سُن کر وہ خاموش ہوگیا۔ تب اکبر بادشاہ نے فرمایا۔ کہ اب تو مجھ سے مانگ کیا چاہتا ہے۔ جو تیرے دل میں آوے طلب کر۔ اس نے جواب دیا اے اکبر اب تجھ سے کیا مانگیں۔ جس سے تو مانگتا ہے۔ اسی سے ہم بھی مانگ لیں گے۔ کیونکہ کسی کا قول ہے " خفتہ را خفتہ کے کند بیدار" بادشاہ اُس جواب کو سُن کر بہت نادم ہُوا ۔

لطیفہ

ایک روز اکبر بادشاہ نے بیربل کو سر اجلاس فرمایا کہ اہل ہمت اور پست ہمت کی کیا پہچان ہے۔ بیربل نے عرض کیا کہ جہاں پناہ گروہ اوّل یعنی اہل ہمت کی یہ شناخت ہے۔ کہ اپنے قوت بازو سے روزی پیدا کرے اور اپنی وابستگان اور اہل و عیال وغیرہ کو کھلائے۔ اور دوسروں کے منہ اور ہاتھ کی طرف نہ دیکھے۔ اور پست ہمت کی یہ دلیل ہے کہ مال مفت پر نظر رکھے۔ اور محنت اور مشقّت سے بھاگے۔ زہد و ریاض سے کانپے۔ بھوکے مریں۔ اور محنت نہ کریں۔ بادشاہ نے فرمایا۔ اس کی صداقت کیونکر ہوسکتی ہے۔ بیربل نے عرض کیا۔ کہ حضور آپ بچشم خود ملاحظہ فرماویں تو نہایت مناسب ہے۔ ورنہ میں جھوٹا دوسرے روز بیربل نے معہ بادشاہ شہر سے باہر جاکر خیمہ نصب کرایا۔ اور لنگرخانہ جاری کیا۔ تمام شہر کی رعایا فوج در فوج جمع آئی۔ امیر و فقیر سب خوان شاہی پر مہمان تھے۔ ایک روز بیربل اور بادشاہ سبزہ زار صحرا کی گلگشت کو

نے کہا اے بڈے افسوس ہے کہ تو اس قدر محنت و مشقت کر رہا ہے۔ آج ایک مدت سے لنگر شاہی جاری ہے۔ اور تمام رعایا امیر و غریب اُس کے خوان کرم سے سیر ہو رہی ہیں۔ کیا تیرے واسطے نہیں ہے؟ یہ سن کر اُس مرد ضعیف اہل دل نے جواب دیا کہ اے شہسوار عالی وقار جب تک مجھ کو اپنے قوت بازو سے نان جویں میسّر آتی ہے۔ اُسے نعمت خوان شاہی سے ہزار درجہ اعلیٰ اور برتر سمجھتا ہوں۔ یہ سن کر بیربل نے بادشاہ سے کہا کہ میں نے اپنی عمر کے تجربہ میں یہ ایک اہل ہمت شخص دیکھا ہے۔ پس بادشاہ اور وزیر دونو تخت گاہ کو واپس آئے۔

لطیفہ

ایک روز اکبر بادشاہ نے مُلّا صاحب سے دریافت کیا کہ بعد میرے عہد سلطنت کے زمانہ کی کیا آب و ہوا رہیگی۔ مُلّا نے اپنے علم اور فیلسوفانہ خیالات کے مطابق اس طرح ایک زائچہ کھینچکر حال بیان کیا۔ کہ حضور آپ کی تین پشت تک زمانہ موافق رہے گا۔ بعد اُس کے سلطنت تیموریہ میں زوال آئے گا۔ اور بڑے بڑے حادثے پیدا ہوں گے۔ جس کا فوٹو کھینچکر میں حضور کے ملاحظہ سے گزارتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے۔

بادشاہ جابر اور خود مطلب کم ہمت اور آرام طلب پیدا ہوں۔ جن کو اپنے فائدہ سے غرض اور رعایا کے نفع نقصان سے مطلب نہ ہو۔

قحط سالی اور بے روزگاری ٹیکس کی ستمگاری رعایا کی بربادی اور پریشانی کا باعث ہو۔

پیداوار زراعت عمدہ ہو۔ مگر برکت نہ ہو۔ کیونکہ غلہ کی ارزانی اور رعایا کی سرسبزی حاکم کی نیک نیتی پر منحصر ہے۔

عموماً اور خصوصاً زنا اور چوری اور قماربازی و شراب خوری جعلسازی اور دغابازی کی کثرت ہو۔

حاکموں اور عہدہ داروں میں تین خصلتیں پیدا ہوں۔ اوّل ظلم دوسرے

غصہ۔ تیسرے طمع یعنی رشوت ستانی۔ یہ تینوں خصلتیں رعایا کی غارت کرنے والی بدمعاش شریر اور رذیل صاحب ثروت ہوں۔ شریف اور نجیب اور غریبوں کو پریشانی اور ذلت ہوتا۔

عورتیں مردوں پر غالب ہوں۔ اور مہر و محبت اور وفاداری دنیا سے نابود ہو۔ ہر قسم کے امراض اور تکالیف نقائص اعمال کی برکت سے پیدا ہوں۔ جب یہ وقت آیا تو دنیا کا خاتمہ سمجھنا چاہیئے۔

لطیفہ

کسی شاہزادی نے ملا صاحب کو ان کی برجستہ جوابی کا شہرہ سن کر اپنے باغ دلکش میں طلب فرمایا۔ ملا صاحب لباس فاخرہ سے آراستہ ہو کر درِ دولت پر تشریف لے گئے۔ شاہزادی نے اندر آنے کی اجازت دی۔ خادم نے بلا کر ایک کرسی پر بٹھایا۔ آپ ہر طرف شاہی مکان کی زیب و زینت اور سامان آرائش کو چشم حیرت سے دیکھنے لگے۔ اس وقت کے انداز اور حیثیت سے یہ ثابت ہوتا تھا۔ کہ جیسے کسی آزاد شخص کو قید خانہ میں بند کر دیتے ہیں۔ اور وہ گھبراتا ہے۔ شہزادی نے چلون سے یہ اطوار متحیرانہ اور انداز ظریفانہ معائنہ کر کے بیساختہ تبسم کیا۔ اور کہا اے صاحب! ما بدولت کو آپ کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ کا شہرہ سن کر دیکھنے کا شوق بدرجہ غایت تھا۔ تازم کہ آپ بایں ریش و فیش تشریف لائے۔ مگر کیا کہوں ے

نظر آئے اگر تیرا تجمل

آگے زبان بیان نہیں کر سکتی۔ ملا صاحب نے عرض کیا حضور مکرر ارشاد فرمایئے۔ میں اس کو دا کروں۔ شہزادی نے بیان کیا ے

نظر آئے اگر تیرا تجمل

ملا صاحب نے برجستہ جواب دیا۔ ع تو کیوں ہوا حیران میرا دل

مرحمت کئے۔ اور بہت محظوظ ہوئی ۔

لطیفہ

ایک روز اکبر بادشاہ سے خواجہ سرا نے کہا۔ کہ جناب بیربل بڑا حاضر جواب ہے۔ اس سے ایسا سوال کرنا چاہئیے۔ کہ جواب بن نہ پڑے۔ بادشاہ نے کہا جو تو کہے وہ پوچھا جائے۔ خواجہ سرا نے کہا آج بیربل سے پوچھئے کہ پرتھی کا لبندر کس جگہ ہے۔ اور آسمان میں تارے کتنے ہیں۔ اور جہان میں مرد و عورت کتنے ہیں؟ بادشاہ نے یہ سن کر کہا سچ ہے۔ اچھا بیربل کو بلاؤ۔ یہ بات کہہ ہی رہے تھے۔ کہ بیربل بھی آ موجود ہوئے۔ بادشاہ نے بیربل سے وہی سوال کئے۔ جو خواجہ سرا نے کئے تھے۔ بیربل نے اُن کو سن کر کہا کہ ان کا کل جواب دوں گا۔ یہ کہہ کر مکان کو گئے۔ صبح ہوتے ہی بیربل ایک ہتھوڑا اور لوہے کے کیل لے کر بادشاہ کی خدمت میں پہنچے۔ بادشاہ نے صورت دیکھتے ہی کہا کہ بیربل ہمارے کل کے سوالوں کا جواب لائے۔ کہا کہ جناب عالی حاضر ہوا۔ یہ کہہ کر شاہی محل کے بیچ میں کیل گاڑ دی۔ اور کہا کہ حضور پرتھوی کا لبندر یہ ہے۔ اگر آپ جھوٹ سمجھیں۔ تو پیمائش کرالیں۔ یہ جواب باصواب سنکر بادشاہ چپ ہوئے۔ اور دوسرے سوال کا جواب طلب کیا۔ تو وہ مینڈھا سامنے کر دیا۔ کہ جناب عالی جتنے اس کے بدن میں روئیں ہیں اتنے ہی آسمان میں تارے ہیں۔ اگر اس میں شک ہو تو شمار کر لیجئے۔ اور تیسرے سوال کا جواب بھی ٹھیک لایا ہوں۔ مگر ایک بات نے مجھے شش و پنج میں ڈال دیا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ خواجہ لوگ گنتی میں گنے جاویں۔ یہ نہ عورت ہیں نہ مرد۔ اس سے میری سمجھ میں نہیں آتا ہے۔ کہ دنیا بھر کے خوجے مروا دیئے جاویں۔ تو حساب درست ہو جاوے۔ یہ بات سن کر بادشاہ بہت ہنسے۔ اور خواجہ سرا

اور شاہ نے بیربل کو انعام دے کر رخصت کیا۔

لطیفہ

ایک جنگل میں ایک جماعت ہیجڑوں کی جاتی تھی۔ اتفاقاً چوروں نے آدبایا۔ وہ کہنے لگے میں واری میں صدقے جاؤں۔ ہم تو نامرد ہیجڑے ہیں۔ کیا ہم کو بھی ایذا دوگے۔ چوروں نے جواب دیا۔ کہ اے بھائی ہمارے پھندے میں نامرد ہی آتے ہیں۔ مرد ہمارے دام میں کب آسکتا ہے۔

لطیفہ

ایک روز اکبر بادشاہ جمنا کے کنارے مچھلی کا شکار کھیل رہے تھے۔ اور ایک آدمی شہد بادشاہ کی نذر کر گیا تھا۔ اس کو چاٹ رہے تھے۔ اور بیربل بادشاہ کے پاس سے اٹھ کر اپنے مکان کو جا رہے تھے۔ راستے میں وہ رئیس مسلمان جو بادشاہ کی ملاقات کو جاتے تھے ملے۔ بیربل سے پوچھا کہ بادشاہ اس وقت کہاں ہیں؟ اور کیا کرتے ہیں؟ بیربل نے جواب دیا کہ جمنا کے کنارے جھک مارتے ہیں۔ اور گو کھاتے ہیں۔ یہ بات سن کر وہ رئیس اپنے دل میں بہت ناراض ہوئے۔

لطیفہ

ایک مولوی صاحب ہمیشہ شاگردوں کو فہمائش کیا کرتے تھے کہ جو پڑھا کرو اُس پر عمل کیا کرو۔ ایک روز ایک طالب علم کو آمدنامے کا سبق پڑھا رہے تھے۔ مگر وہ چپ بیٹھا تھا۔ مولوی صاحب کئی بار خفا ہوئے کہ تو سبق کیوں نہیں یاد کرتا ہے۔ مگر اُس نے کئی بار کہنے کا کچھ خیال نہ کیا۔ آخر مولوی صاحب خفا ہوئے اور مارنے کو اُٹھے۔ تب شاگرد نے جواب دیا۔ کہ آپ ہی نے خموشیدن کے معنے چپ رہنا بتلائے تھے۔ اور نصیحت کی تھی کہ جو پڑھا کرو۔ اُس پر عمل کیا کرو۔ اسی وجہ سے میں چپ بیٹھا ہوں۔ مولوی صاحب بھی چپ ہو رہے

لطیفہ

ایک روز اکبر بادشاہ شکار کو گئے۔ وہاں آپ کو بہت جاڑا لگا تب محل میں آکر دوشالہ باندھا۔ اور خدمتگار سے کہا کہ جاڑے سے جاکر کہو کہ اب تیرا زور نہیں رہا۔ خدمتگار نے باہر سے آکر عرض کی کہ جاڑا یہ کہتا ہے۔ کہ حضرت سے میرا زور نہیں۔ مگر نوکروں سے خوب سمجھوں گا۔ بادشاہ اکبر اس جواب سے بہت خوش ہوا۔ اور سب کو عمدہ عمدہ پوشاکیں بنوادیں

لطیفہ

ایک بیگم نے جہانگیر بادشاہ سے کہا کہ آپ کے منہ سے بری بو آتی ہے بادشاہ نے یہ بات اپنی منکوحہ بی بی سے کہی کہ تم نے ہمارے منہ کی بو بری نہیں بتائی۔ اور نورجہاں بتاتی ہے۔ جودھابائی بولی کہ ایک مرد کا جو منہ سونگھے۔ اس کو دوسری بو کی کب تمیز ہوتی ہے۔

لطیفہ

ایک چنڈو باز پیشاب کرنے ایک ڈھلوان جگہ پر بیٹھا۔ پیشاب کی دھار اسکی طرف آئی۔ آپ اس کو سانپ سمجھ کر پیچھے ہٹے۔ اور جوں جوں پیچھے ہٹتے جاتے تھے۔ دھار آگے آتی جاتی تھی۔ یکایک اس کے پاؤں سے چھوگئی تو آپ زمین پر لیٹ کر فرمانے لگے۔ موذی نے کاٹ ڈالا۔

لطیفہ

ایک عالم نے ملا دوپیازہ سے فرمایا۔ کہ آپ یہ کیا کرتے ہیں۔ یعنی پہلے سنت پڑھ لیجئے۔ پھر فرض پڑھیگا۔ ملا نے جواب دیا کہ آپ سنت پکڑے رہئیے بندہ تو پہلے فرض ادا کرتا ہے۔

لطیفہ

ایک بنیئے نے ایک فقیر کو گالیاں دیں۔ فقیر نے غصہ ہوکر اس کو ایک جوتہ مارا۔ فقیر کو بنیا پکڑ کر کوتوال شہر کے روبرو لے گیا۔ اور کہا کہ اس نے میرے

جوتہ مارا ہے۔ کوتوال نے فقیر سے پوچھا کہ تم نے اس کے جوتہ کیوں مارا
فقیر نے کہا اس نے مجھے گالی دی۔ تب کوتوال نے کہا اے فقیر چونکہ تو درویش ہے
اور قصور بھی چھوٹا ہے۔ اس وجہ سے سزا نہیں دیتا۔ صرف آٹھ آنے بیچے
کو دیدے۔ تیرا قصور معاف۔ فقیر نے ایک روپیہ کوتوال کے ہاتھ
میں دے دیا۔ ایک جوتہ کوتوال کے سر پر لگایا۔ اور کہا اگر یہی سزا ہے تو
آٹھ آنہ اس کو دے دیجئے۔ اور آٹھ آنے آپ نے لیجئے ۔

لطیفہ

ایک مسخرے نے شادی کی چار ماہ کے بعد اس کی بی بی کے لڑکا پیدا ہوا
بی بی نے شوہر سے پوچھا اس کا کیا نام رکھو گے ؟ مسخرے نے جواب دیا۔
ہیک۔ کیونکہ اس نے نو مہینے کا راستہ چار مہینے میں طے کیا ہے ۔

لطیفہ

ایک شخص فقیر کے پاس گیا۔ اور تین سوال کئے۔ اول تو یہ کہا کہ خدا سب
جگہ ہے۔ مگر مجھے تو کہیں دکھائی نہیں دیتا۔ دوسرے یہ کہ انسان بغیر حکم
خدا کے کچھ نہیں کر سکتا۔ تو اس کے گناہوں اور قصوروں کی سزا جو اس کو
دیجاتی ہے بالکل بیجا ہے۔ کیونکہ اگر اس کو قدرت ہوتی تو سب کام اپنے
لئے بہتر کرتا۔ تیسرے یہ کہ شیطان کو آتش دوزخ سے کیا اذیت پہنچ سکتی ہے
کیونکہ پیدائش اسکی بھی آگ سے ہے۔ فقیر نے یہ سوالات سن کر ایک پتھر اس
کے سر پر مارا۔ وہ روتا ہوا قاضی شہر کے پاس گیا۔ اور فریاد کی کہ میں نے فلاں
فقیر سے تین سوال کئے۔ اس نے ان سوالوں کا جواب کچھ نہ دیا۔ بلکہ ایک پتھر
میرے سر پر مارا کہ درد ہوتا ہے۔ قاضی نے فقیر کو بلایا۔ اور کہا کہ تو نے اس کے
سوالوں کا جواب نہ دیا۔ اور پتھر مارا۔ فقیر نے کہا وہ پتھر اس کے سوالوں کا جواب
ہے۔ اور یہ کہتا ہے۔ کہ میرے درد ہے۔ تو یہ درد مجھ کو دکھلا دے۔ تو خدا
کو میں اسے دکھلا دوں۔ اس نے آپ سے فریاد کیوں کی۔ کیونکہ بغیر

بغیر حکم خدا کے میں نے اسے نہیں مارا۔ مجھے کیا قدرت ہے۔ اور چونکہ انسان خاک کی پیدائش ہے۔ اور پتھر بھی خاک ہے۔ تو پھر پتھر کی چوٹ سے اس کو کیسے تکلیف پہنچی۔ قاضی نے ان جوابات کو بہت پسند کیا۔ اور وہ شخص اپنے سوالات سے نہایت شرمندہ ہوا۔

لطیفہ

ایک نوکر اپنے آقا کا مال و اسباب اور روپیہ لے کر فرار ہو گیا۔ اور تلاش کرنا شروع کیا۔ بعد ایک مدت کے وہ نوکر شہر میں سرگشت کرتا ہوا ملا۔ تو آقا نے اسوقت اس کا بازو پکڑ لیا۔ اور کہا کہ نابکار دیکھ اب تجھے کیسا مزہ چکھاتا ہوں۔ یہ سنتے ہی نوکر نے بھی آقا کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور کہا کہ میں آپ کو تلاش کرتے کرتے پریشان ہو گیا۔ وہ مال و اسباب کہاں ہے۔ جو آپ لے کر آئے ہیں۔ غرض یہ اُس کو اپنا نوکر کہتا۔ یہاں تک کہ دونوں میں زد و کوب کی نوبت پہنچی۔ اور مقدمہ دائر عدالت ہوا۔ حاکم وقت نے بمصلحت وقت حکم دیا۔ کہ ان دونوں کو ایک دریچہ میں کھڑا کرو۔ اور کہا کہ ان کے سر دریچہ سے باہر کرو۔ جب ان دونوں نے سر دریچہ میں سے باہر کئے۔ تو جلاد کو حکم دیا کہ نوکر کا سر تلوار سے اُڑا دے یہ حکم سنتے ہی نوکر نے اپنا سر دریچہ کے اندر کر لیا۔ اور آقا اسی طرح کھڑا رہا۔ یہ مثل سچ ہے۔ کہ چور کی داڑھی میں تنکا۔ سب نے کہا کہ مکار یہی ہے تب حاکم نے اُسکو بہت ہی سزا دی۔ اور آقا کو اس سے روپیہ دلوایا۔

لطیفہ

ایک بادشاہ عادل منصف مزاج نے کسی مسخرے غلام سے پوچھا۔ کہ تو تاش کھیلنا جانتا ہے۔ اس نے بے ساختہ جواب دیا کہ میں تو بادشاہ اور غلام میں بھی فرق نہیں کر سکتا۔

تمام شد

بیربل نامہ

حصہ سوم

ز لافِ حمد و نعت اولیٰ ست بر خاکِ ادب خفتن
سجودے بیتواں کردن درودے بیتواں گفتن

لطیفہ

ایک روز کا ذکر ہے کہ مُلّا اور بیربل کے درمیان کچھ مذاق آمیز گفتگو ہو رہی تھی۔ بیربل نے بادشاہ سے عرض کیا کہ جہان پناہ مُلّا صاحب کی اہلِ خانہ موتی پرونا خوب جانتی ہے۔ بادشاہ نے متبسّم ہو کر فرمایا کہ اے مُلّا یہ بات سچ ہے؟ مُلّا نے عرض کیا کہ حضور واقعی جب سے ان کے دُرِ ناسفتہ کو سُفتہ کیا ہے۔ یہ بھی مان گئے ہیں۔ اکبر بادشاہ یہ برجستہ جواب سن کر خندہ زن ہوئے۔ اور بیربل کو شرمندہ کیا۔

لطیفہ

ایک دفعہ مُلّا صاحب نے اکبر بادشاہ کو تخلیہ میں بیربل کی جانب سے ورغلایا۔ کہ حضور راجہ صاحب کی دختر نیک اختر حسن و جمال میں یکتا ہے شعور و دانائی بھی کمال درجہ کی رکھتی ہے۔ اگر آپ تشریف لے چلیں تو خالی از لطف نہ ہوگا۔ بادشاہ اس بات پر راضی ہوئے۔ دوسرے دن صبح کو بادشاہ بیربل کے مکان پر تشریف لے گئے۔ جب لڑکی کو خبر ہوئی فوراً

بادشاہ کو مسندِ زرنگار پر بٹھلا کر آپ کھانے کی تیاری میں مصروف ہوئی بادشاہ اُس کا حسن وجمال اور طرز و تہذیب دیکھ کر بہت مانوس ہوئے لیکن وہ عاقلہ لڑکی بادشاہ کے پیار کی آنکھیں تاڑ گئی۔ اور دل میں کہنے لگی۔ کہ آج حضور کا یہاں رونق افروز ہونا خالی از علت نہیں ضرور کچھ دال میں کالا ہے۔ جب کھانا تیار ہوگیا تو اُس پری رو نے ایک طشتِ زرنگار میں رکابیں چن دیں۔ اور خوانِ زردوزی بچھا کر بادشاہ کے آگے خاصہ رکھا۔ اور کہا اے قبلہ عالم نوش جان فرمائیے۔ بادشاہ نے بغور سب کھانوں کو ملاحظہ فرمایا۔ تو سب رکابیوں میں رنگ برنگ کے چاول بھتے۔ سب میں سے ایک ایک لقمہ تناول فرمایا۔ تو سب کا ایک ہی مزہ پایا۔ تب متعجب ہوکر دریافت فرمایا کہ تم اسی قسم کا کھانا پکانا جانتی ہو؟ اُس نے عرض کیا کہ حضور یہ ایک تازہ تجربہ آپ کو دکھلانا تھا۔ جس سے آپ کو یہ بات منکشف ہو جاوے کہ دنیا میں سب عورتیں برابر ہیں۔ صرف ان میں رنگ روپ حسن کا فرق ہے۔ جیسا کہ حضور نے ان کئی قسموں کے کھانوں کو تناول فرمایا۔ اور ذائقہ میں سب کو برابر پایا۔ علیٰ ہذا القیاس بادشاہ لڑکی کا یہ سلیقہ اور فطرت دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ رخصت کے وقت ایک خلعت مرصع عنایت فرمایا۔

لطیفہ

ایک بادشاہ نے کسی نقال کو انعام میں ہاتھی بخشا۔ جب وہ اس کو اپنے گھر پر لایا۔ اور اس کی خوراک کو دیکھا۔ گھبرا کر اپنے دل میں کہنے لگا کہ اس حساب سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ اندھیر با صورت قیامت کی شبیہ کا نمونہ ہے۔ چند روز میں میرا دیوالہ نکال دیگا۔ یہ سوچ کر ایک بڑا ڈھول اُس کے گلے میں ڈال کر چھوڑ دیا۔ اب وہ شہر میں ہر طرف مارا مارا پھرنے لگا۔ لوگوں کا بہت کچھ نقصان ہوا۔ ناچار کسی شخص نے بادشاہ

تے بھوکا پیاسا اُس کو چھوڑ دیا ہے۔ نقال نے دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ حضور گستاخی معاف ہیں اِس طویل القامت کو بیٹھے بٹھلائے کھانے کو کہاں سے دوں۔ ہماری قوم میں جو آتا ہے وہ آپ کما کر کھاتا ہے۔ اسی لحاظ سے اُس کو بھی چھوڑ دیا گیا تھا۔ بادشاہ کو اِس کا جواب بہت پسند آیا۔ اور کہا اچھا لے جاؤ۔ اس کی خوراک سرکار سے ملے گی۔ کالانوت یہ جواب سن کر اپنے گھر آیا۔

لطیفہ

شاہجہان بادشاہ نے ایک کالانوت کو غصہ کی حالت میں اپنے ملک سے نکل جانے کا حکم دیا۔ کالانوت بسد تعمیل حکم اپنا گھربار چھوڑ کر جنگل میں آ پڑا۔ جس روز اُس کو خبر لگی۔ کہ جہاں پناہ آج شکار گاہ کو اس راہ سے جائیں گے۔ فوراً اپنے ہمراہیوں کو لے کر ایک بلند سرو کے درخت پر چڑھ گیا۔ جب دور سے بادشاہ کی سواری نظر آئی تو آپ نے گانا بجانا شروع کیا۔ جس وقت بادشاہ اُس درخت کے قریب آئے۔ اور یہ حال ملاحظہ فرمایا تو نہایت متعجب ہو کر وزیر سے استفسار فرمایا۔ وزیر نے بیان کیا حضور وہی کالانوت ہے۔ جو غضب شہریاری سے معتوب ہو کر جلا وطن ہوا تھا۔ بادشاہ نے اُس کو بلا کر اس بے باکی کا سبب دریافت کیا۔ کالانوت مؤدب ہو کر عرض کرنے لگا حضور ہم آفتاب کی طرح تمام روئے زمین پر گردش کر آئے ہیں۔ جہاں ہم نے دریافت کیا کہ یہ ملک کس کا ہے جواب ملا کہ شاہجہان صاحبقران کا۔ حضور آج مجبور ہو کر آسمان پر جانے کا قصد کیا ہے۔ بادشاہ اس لطیفہ سے بہت خوش ہوئے اور بیشمار انعام مرحمت فرمایا۔

لطیفہ

ایک روز اکبر بادشاہ اپنے باغ روح افزا میں مع دونوں صاحب ملا

مشتاق شوق کو معطر و شاداب کر رہے تھے۔ ہر طرف نسیم سحر تو وہ گل سے انبار خوشبو لے کر صحن گلشن میں عنبر ستانی کر رہی تھی۔ اُس وقت بادشاہ نے یہ بہار چمن کی ملاحظہ فرما کر کسی گلبدن رشک چمن کی تصویر میں مُلّا صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ ع

چمن میں بوے گل کیوں ہے پریشان

مُلّا صاحب نے بھی یہ سُن کر کسی کے مسلسل کا تصور باندھ کر عرض کیا کہ حضور فی الحقیقت مصرعہ ثانی ع

یہ طرہ دے گئی ہے زلف پیچان

اکبر بادشاہ یہ جواب باصواب سُن کر بہت محظوظ ہوئے۔ اور مُلّا کو خلعت شاہانہ سرفراز فرمایا۔

لطیفہ

ایک امیر بخیل نے اپنے دل پر جبر کر کے ایک دوشالہ سر محفل نقال کو دیا اس نے وہ دوشالہ لے کر بہت ادب سے آداب بجالایا۔ اور عرض کیا اے صاحب ذی شان مجھ کمبخت برگشتہ بخت کے ایسے کہاں نصیب تھے۔ جو آدم علیہ السلام کی عمر کا یادگار یہ دوشالہ سیکڑوں پشت کی امانت کا قبالہ مجھ کو مرحمت ہوا۔ ع

آفریں باد بریں ہمت مردانہ تو

یہ بات سُن کر وہ بخیل بہت نادم ہوا۔

لطیفہ

ایک امیر صاحب کے یہاں کا ملازم نہایت ظریف اور خوش مزاج تھا۔ اس کی عادت میں یہ بات داخل تھی۔ کہ جو کام وہ کرتا۔ خالی ظرافت سے نہ ہوتا تھا۔ ایک روز کا ذکر ہے۔ کہ جب وہ امیر صاحب کچہری سے تشریف لائے اتفاقاً کوئی کاغذ جو امیر نے پالکی کی چھت میں رکھ دیا تھا بھول گئے۔ گر گیا

پہنچکر جب یاد آیا تو نوکر سے کہا کہ ارے جا کر دیکھ تو سہی ایک کاغذ پالکی میں رہ گیا ہے۔ اُس نے آکر تمام پالکی کے اندر دیکھا۔ مگر اوپر کی طرف خیال نہ گیا۔ جب کاغذ نہ ملا مجبوراً جا کر جواب دیا کہ حضور وہاں پر کچھ نہیں ہے۔ تب امیر صاحب نے جھنجھلا کر کہا اے اُلو جا کر غور سے دیکھ وہیں ہوگا۔ وہ نوکر پھر آیا۔ اور دیکھا تو وہ چھت میں رکھا ہوا ہے۔ نکال کر دے گیا۔ اور کہا لیجئے یہ تو ہے۔ مگر اُلو وغیرہ وہاں پر کچھ نہیں ہے۔ شاید کسی وقت آ بیٹھا ہوگا۔ امیر صاحب نے یہ برجستہ جواب اُس ملازم شریر کا سن کر سخت نادم ہوا۔

لطیفہ

ایک روز مُلا صاحب کسی خاص محل میں کسی شاہی کام کو انجام دینے کے لئے گئے۔ چونکہ قد و قامت فربہ تھا۔ اور توند مبارک تو آپے سے باہر تھی۔ ایک شاہزادی نے از روئے تمسخر دریافت کیا۔ مُلا صاحب یہ پیٹ آپ نے کتنے کو خریدا ہے؟ مُلا نے جواب دیا کہ حضور مع ٹونٹی دو گنڈے کو لیا ہے۔ شہزادی اس حاضر جوابی سے کمال شرمندہ ہوئی۔

لطیفہ

ماہ رمضان میں مرزا غالب اپنے کسی دوست کے ہاں بیٹھے تھے۔ انہوں نے وہاں سے پان منگا کر کھایا۔ ایک صاحب فرشتہ سیرت نہایت متقی و پرہیزگار اس وقت موجود تھے۔ متعجب ہو کر بولے کہ قبلہ آپ روزہ نہیں رکھتے۔ آپ یہ کلام سن کر جواب دہ ہوئے۔ کہ شیطان غالب ہے۔

لطیفہ

ایک بڑی توند والے امیر اپنے خدمتگار سے پاؤں دبوا رہے تھے۔ خدمتگار کو خیال آیا کہ آقا کا پیٹ اس قدر بڑا کیوں ہے۔ کچھ سوچکر بولا کہ حضور آپکے

نے کہا کہ اس میں محض آپ ہی کا فضل ہے یا تمام قصبہ کا۔

لطیفہ

ایک قاضی صاحب دراز ریش نے خواب میں شیطان کو دیکھا تو جھٹ اس کی ڈاڑھی پکڑ کر دو طمانچے رسید کیئے۔ درد سے آنکھ کھل گئی ۔

تو دیکھا ہاتھ میں ہے اپنی ڈاڑھی
ہوئی شرمندگی بس انتہا کی۔

لطیفہ

ایک شخص ناظم البیان کے فیصلہ سے ناراض ہوا۔ ناظم نے اس سے کہا کہ جا قاضی کے یہاں اپیل کر۔ اس نے کہا وہ اپیل آپ کا سنیں گے وہ تو آپ کے بھائی ہیں۔ کہا مفتی کے یہاں جا۔ کہا وہ آپ کے چچا ہیں۔ کہا وزیر کے یہاں جا۔ اس نے کہا وہ آپ کے نانا ہیں۔ کہا بادشاہ کے پاس جا۔ کہا بادشاہ سے آپ کی بھتیجی منسوب ہے۔ پھر کہا جہنم میں جا۔ اس نے جواب دیا وہاں آپ کے والد بزرگوار موجود ہیں۔ بھلا وہ میری کب دال گلنے دیں گے۔

لطیفہ

ایک امیر اپنی لونڈی سے مصروف صحبت تھے۔ اپنی خواہش نفسانی میں کمی پاکر لونڈی سے چاہا کہ اپنے ہاتھ میں لے کر مدد کرے۔ اس نے تعمیل کی۔ اتفاقاً امیر سے گوز صادر ہوا۔ لونڈی ہنسنے لگی۔ امیر نے کہا اس میں ہنسی کی کیا بات ہے میں کچھ سلیمان نہیں جو ہوا میرے اختیار میں ہو۔ لونڈی نے کہا میں بھی عیسےٰ نہیں جو مُردے کو زندہ کروں۔

لطیفہ

کسی رانی صاحبہ نے خدمتگار سے کہا میاں دیوانے کی ضرورت ہے رگ و پے میں درد معلوم ہوتا ہے۔ یہ سنکر خدمتگار بولا کہ حضور بیٹھا تو نہیں چڑھ گیا؟

لطیفہ

نکلوا دیا۔ اور حکم دیا کہ دو روز کے اندر تم ہماری ولایت سے نکل جاؤ ورنہ تیسرے روز اگر یہاں پاؤں گا تو قتل کر دیئے جاؤ گے۔ اور تمام گھر بیربل کا ضبط کر لیا۔ بیربل کو فکر ہوئی کہ میں اپنا گزارہ تو بہر صورت کر سکتا ہوں۔ لیکن قبائل مفت تباہی میں آ گئے۔ ان کی رہائی کی تدبیر کیجئے سوچتے سوچتے بادشاہ کے پیر مرشد کی وضع بنا کر شہر میں داخل ہوا۔ اور ایک امیر کے مکان پر آیا۔ جو اُن کے مرید تھے۔ وہ امیر دیکھتے ہی قدم بوس ہوا۔ اور اجازت چاہی کہ بادشاہ کو خبر کروں۔ بادشاہ کے نام سے پیر مرشد بہت گھبرائے۔ اور کہا کہ بادشاہ کو آنے کی اجازت نہیں ہے۔ رفتہ رفتہ بادشاہ کو خبر ہو گئی۔ بادشاہ بھی پا برہنہ تشریف لائے اور حجرہ میں داخل ہونے کی اجازت چاہی۔ اندر سے حکم آیا کہ بادشاہ ظالم ہے اُس کو حضور میں آنے کی اجازت نہیں۔ بادشاہ نے بہت التجا کر کے عرض کی کہ میں نے کیا ظلم کیا کہا کہ تم نے بیربل کو جو تیرا خیر خواہ ملازم تھا ناحق ستایا ہے۔ وہ میرے پاس فریاد کرنے گیا تھا۔ اگر اُس کا قصور معاف کر دیوے اور جان بخشی کا اقرار کرے تو حضور کی زیارت ہو سکتی ہے۔ شاہ نے اقرار کیا۔ پیر مرشد نے اندر سے قرآن بھیجا۔ اور کہا کہ اس پر مُہر لگا دے۔ شاہ نے مُہر لگا دی۔ جب بادشاہ کی مُہر دیکھ لی اور اطمینان کر لیا۔ تو اندر آنے کی اجازت دی۔ بادشاہ دیکھ کر متعجب ہوئے اور کہا کہ تو بیربل ہے؟ عرض کیا کہ میں حضور کا نمک خوار فرمانبردار بیربل ہی ہوں۔ بادشاہ اُس کی چالاکی اور خطرت سے بہت خوش ہوئے اور بحال کر دیا۔

لطیفہ

اکبر بادشاہ نے بیربل سے کہا کہ پھر آپ کمال دکھاؤ۔ پہلے بیربل نے بہت حیلہ کیا۔ آخر اقرار کیا۔ دو چار روز کے بعد حکیم کی وضع بنا کر دربار میں پہنچا۔ جہاں بہت سے حکیم بیٹھے تھے۔ آپ بھی انہیں میں جا بیٹھا

ہے۔ لیکن خدمت عالی سے کبھی باریاب نہیں ہوا تھا۔ آج حضور کے کسل مزاج کی خبر سُنکر حاضر ہوا ہوں۔ کہ خدا ہیں بھی نبض دیکھوں۔ اور اس بادشاہ تندرست تھے۔ بیربل کے منہ سے کسل کا لفظ سنتے ہی درد سر لاحق ہوا۔ جان لیا کہ بیربل ہیں۔ اور اسی کی تال زبان کا یہ اثر ہے کیا بیربل معقول روپ بنانا۔ بیربل نے کھڑے ہو کر آداب عرض کیا ۔

لطیفہ

ایک مرتبہ بیربل الہ آباد کی سیر کو گیا۔ وہاں سے واپس آتے وقت دہشت راہ سے دو ہزار آدمی فوج بھرتی کر کے لایا۔ راستہ میں متفکر ہوئے کہ اس قدر آدمیوں کو تنخواہ کہاں سے دیجیا دے گی۔ کوئی ترکیب نکالنی چاہئے۔ کچھ سوچ کر چپ ہو رہا۔ جب شہر میں پہنچا اور بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آداب و سلام کے بعد وہاں کے عجائبات کا ذکر چھیڑا بادشاہ نے بیربل سے پوچھا کہ تم ہمارے واسطے کیا تحفہ لائے ہو؟ بیربل نے کہا دو ہزار احمق۔ اس ترکیب سے فوج کی موجودات دی۔ بادشاہ نے پوچھا یہ احمق کیونکر ہوئے۔ بیربل نے کہا خداوند نعمت نہ تو فدوی کے پاس اس قدر خزانہ و ملک ہے۔ جو اُن کو تنخواہ یا رہنے کو ملک دیا جائے۔ انہوں نے یہ نہ سوچا کہ یہ شخص جو اس قدر جماعت کو لئے جاتا ہے۔ اگر بادشاہ نے مدد نہ کی تو کہاں سے ہم لوگوں کو تنخواہ دے گا۔ توکل پر ساتھ ہوئے بادشاہ نے کہا ان کو اپنا رفیق سمجھو۔ اور اپنے نام سے ان کو فوج میں رکھو۔ تنخواہ سرکاری خزانہ سے لو۔ بیربل نے دست بستہ ہو کر آداب عرض کیا ۔

لطیفہ

ایک روز بیربل نے بادشاہ کی دعوت کی۔ بادشاہ جب بیربل کے مکان کو چلے۔ دل میں کہا کہ بیربل کی کنیزوں کا امتحان لینا چاہیے۔

میں جاکر شمع کی طرف پشت کرکے بیٹھ گئے۔ دیکھا۔ بیربل کی دونوں لونڈیاں شاعرہ تھیں۔ ایک لونڈی جو آئی تو بادشاہ کو بے قاعدہ بیٹھے دیکھا۔ اس کنیز نے یہ مصرعہ پڑھا:-

ع پشت دادن نکو کجا باشد

اس وقت دوسری کنیز بھی آپہنچی۔ اور بجواب اُس کے یہ مصرعہ کہا:-

ع شمع را پشت رونما باشد

بادشاہ نے دل میں کہا کہ دونوں فاضلہ ہیں۔ اب ان کی ظرافت کا امتحان کرنا چاہیئے۔ بادشاہ نے پوچھا کہ یہ مکان کس نے آراستہ کیا ہے۔ اوپر سے نہایت عمدہ ہے۔ لیکن تمہارے نیچے کا مکان ہم نے نہیں دیکھا وہ کیسا ہے؟ کنیزوں نے جواب دیا کہ افسوس حضور اُسی راستہ سے آئے ہیں۔ اور خبر نہیں۔ بادشاہ لاجواب ہوئے۔ اور کہا درحقیقت بیربل کا بیان صحیح اور درست ہے۔

لطیفہ

ایک روز بادشاہ سرخ پائجامہ پہنے ہوئے تھے۔ اور ایک عورت نازنین پاس بیٹھی تھی۔ اُس نے کہا کہ کیا فرنگ کا پائجامہ حضور نے پہنا ہے۔ بادشاہ نے جواب دیا کہ اسی میں مسلمانی ہے۔ عورت نے کہا۔ خداوندا! ہم ایسی مسلمانی کے قائل نہیں۔ بادشاہ اس برجستہ جواب سے نہایت شرمندہ ہوئے۔

لطیفہ

بادشاہ کو کوئی مہم درپیش آئی۔ بیربل سے پوچھا کہ کیا نتیجہ ظاہر ہوتا ہے۔ بیربل نے عرض کیا کہ جس وقت حضور میدان جنگ میں تشریف لے جاویں گے۔ اس وقت عرض کروں گا۔ بادشاہ گھوڑے پر سوار ہوکر چلے اور فریق ثانی سواری فیل روبرو آیا۔ اس وقت بیربل نے کہا کہ فتح شامل حال ہے۔ بادشاہ نے کہا کیونکر معلوم کیا۔ کہا ہاتھی منحوس ہے

سر پہ خاک ڈالتا ہے۔ اور گھوڑا غازی کا مرد ہے۔ یعنی مردِ میدان ہے۔ القصہ اسی روز حریف نے پشت دکھلائی۔

لطیفہ

کسی نے بادشاہ عادل سے پوچھا کہ تو نے وزیران بدطینت کو کس واسطے منہ لگایا ہے۔ جواب دیا کہ اپنی نیک نامی کے واسطے کہ وہ لوگ سوائے برائی کے مجھے اور کسی طرف ہدایت نہ کریں گے۔ اور میں اس پہ عمل نہ کرونگا بس مجھ کو ان کے برخلاف کرنے میں مفت کی نیک نامی حاصل ہوگی۔

خداوند کریم نے دو توں چیزیں شاہوں کو عطا فرمائی ہیں۔ خدا تعالےٰ کے قبضے میں موت و زندگی ہے۔ اور بادشاہوں کے قبضے میں عدل و رزق ہے۔ اگر بادشاہ ظالم ہو تو ان دونوں میں سے ایک بھی اس کے قبضے میں نہیں۔

لطیفہ

ایک تونگر نے کسی ظریف کو ایک طلائی انگوٹھی بے نگینہ دی اور کہا کہ میرے حق میں دعائے خیر کرے۔ ظریف ہاتھ اٹھاکر کہا۔ اے خداوند عالم! اس انگوٹھی کے دینے والے کو قصر زرین بے چھت کا عطا فرمانا۔ تونگر نے کہا کہ یہ کیسی دعا ہے۔ ظریف نے جواب دیا۔ کہ اگر انگوٹھی مع نگینہ کے ہوتی تو قصر بہشتی مسقف دار ملنے کی دعا کرتا۔

لطیفہ

ایک ظریف کسی عابد کے گھر آیا۔ عابد نے اسے دالان میں بٹھلایا۔ جب چھت سے بباعث کہنگی چٹ چٹ کی آواز آئی۔ تو ظریف گھبرائے اور عابد سے کہا چھت سے چٹا چٹ کی آواز آتی ہے۔ طبیعت خوف کھاتی ہے۔ مجھے دوسرا مکان بتلایئے۔ عابد نے کہا آپ نہ گھبرایئے۔ اس مکان کا یہی معمول ہے۔ ہر وقت ذکر خدا میں مشغول ہے۔ ظریف نے کہا اگر ذکر خدا کرتے کرتے سجدہ میں آئے تو میری جان مفت میں جائے۔

لطیفہ

کسی ایرانی سے گفتگو میں متقی کا لفظ درمیان میں آگیا۔ ایرانی نے اس کے معنے پوچھے۔ بتلایا گیا۔ پرہیزگار پارسا وغیرہ اُس نے کہا کہ ترجمہ سے میری سمجھ میں نہیں آتا۔ تعریف بتائیے۔ کہا گیا کہ اگر کوئی شخص ایک خالی مکان میں ایک حسینہ عورت کا شب باش ہو اور ایک ہی پلنگ پر ہو۔ اور صبح کو پاک ہو۔ ایسے شخص کو متقی کہتے ہیں۔ ایرانی بولا فہمیدم فہمیدم در ملک ما آنرا مخنث مے گویند

لطیفہ

شاہ ایران نے شاہ ہند کی تصویر پاخانے میں کھچوائی۔ اور مُلّا دوپیازہ کو شاہ ہند نے جو وہاں بھیجا تھا۔ شاہ ایران نے محجوب کرنے کے لئے ساتھ لے جاکر پوچھا۔ یہ کس کی تصویر ہے؟ مُلّا نے فرمایا جناب یہ اُس کی تصویر ہے جس کی تصویر دیکھ کر شاہ ایران رونگٹے دیتا ہے۔ شاہ ایران اس جواب سے بہت شرمندہ ہوا +

لطیفہ

ایک زمیندار بہت دیر کرکے زر قسط لایا۔ تحصیلدار بہت ناراض ہوئے اور غصہ میں آکر کہا کہ اب ہم اس کو لے کر کیا کریں۔ لے جا اور اپنی کون میں ڈال۔ زمیندار نے خوشامد درآمد کرکے تحصیلدار صاحب کو راضی کیا اور پوچھا کہ حضور نے کہا ہے لیجاکر کون میں ڈال۔ تو حضور کون کس کو کہتے ہیں؟ تحصیلدار صاحب نے سمجھا دیا کہ فارسی میں مُنہ کو کہتے ہیں۔ چند روز میں وہ زمیندار پھر تحصیلدار صاحب کی ملاقات کو آیا۔ اور کچھ گھی اور سبزی وغیرہ لاکر پیشکش کیا۔ تحصیلدار نے اس کے لینے میں تامل کیا۔ زمیندار بولا کہ حضور میری بیدل تمنا ہے کہ اس میں سے آپ کی کون میں پڑجاوے

اور کچھ زوجہ اور لڑکوں کی کون بیں پڑجاوے۔ اس جواب سے سخت شرمندہ اور بہت خفیف ہوئے ۔

لطیفہ

ایک عورت جس کا شوہر نہایت بیمار تھا۔ اور طبیبوں نے جواب دیدیا تھا۔ بہت پریشان اور بیقرار رہتی تھی۔ اور ایسی مصیبت میں اُس غمزدہ اور مضطر کو کسی چیز سے تسلی نہ ہوتی سوائے اس خیال کے کہ شوہر کے بدلے ملک الموت میری جان لیوے۔ یہی دعا مانگتی تھی۔ کہ ایک کتے نے برتن میں منہ ڈالا۔ جب دودھ پی کر سر نکالنا چاہا۔ ہانڈی سے سر نہ نکلا۔ نہایت بے قرار ہوا۔ سارے مکان میں دوڑنے لگا۔ یہ عورت جو کہ بیمار کے واہنی طرف دوسرے کمرے میں لیٹی ہوئی ملک الموت کی

الموت کی طالب ہو رہی تھی۔ یہ احوال دیکھ کر گھبرائی۔ اور خیال کیا کہ یہ ملک الموت ہے۔ شاید میری دعا قبول ہوئی۔ بہت ڈری اور کہنے لگی کہ حضرت ادھر خیال نہ کیجئے گا۔ جس کے لئے آپ نے تکلیف فرمائی ہے وہ اُس مکان میں ہے ۔

لطیفہ

ایک منہار چوڑیوں کی گٹھڑی کمر پر ڈالے ہوئے جاتا تھا۔ راستے میں ایک چور نے اس گٹھڑی میں لاٹھی ماری اور پوچھا کہ اس میں کیا ہے؟ منہار نے کہا کہ اگر ایک لاٹھی اور مارو تو کچھ بھی نہیں ہے۔ صرف پوچھا ہی پوچھا ہے

لطیفہ

ایک بادشاہ مخیر تھا۔ وزیر اُس کو خیرات سے منع کیا کرتا ایک روز وزیر نے بادشاہ کو بہت منع کیا۔ بادشاہ وزیر کو لے کر فقیر کے تکیے پر گیا۔ اور فقیر سے اپنے خیرات کرنے اور اس کے منع کرنے کا حال کہا۔ فقیر نے جواب دیا کہ میرے تکیے کے کنوئیں پر تمام دن پانی بھرا جاتا ہے۔ اور رات کو بھر آتا ہی

ہو جاتا ہے۔ اور جب روزن کوئی نہیں بھرتا۔ اُس روز اُبل بھی نہیں جاتا۔ قدرت خدا دیکھو کہ جس وقت بچہ شکم مادر میں ہوتا ہے پستان مادر میں خون سے دودھ ہو جاتا ہے۔ اور جب پرورش ہوتا ہے۔ تو دودھ بھی خشک ہو جاتا ہے۔

رموز مملکت خویش خسرواں دانند

اس بات سے وزیر نادم تھا۔ اور عہدہ سے معزول ہوا۔

لطیفہ

یہ لطیفہ یاد رکھنے کے قابل ہے۔ ایک غریب آدمی نیرنگی زمانہ سے تنگ آکر مع اپنے تین بچوں اور بی بی کے تلاش معاش جانب جنگل چل دیا۔ اور ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر اپنے کنبہ سے کہا کہ ایک کو پانی لاؤ۔ اور ایک کانس اور ایک یہ کام کرو۔ اور ایک وہ کام کرو۔ غرض کہ اس نے چاروں کو کام بتایا۔ چاروں فوراً ہی اپنے اپنے کام میں مصروف ہو گئے اور پانی اور کانس وغیرہ لے آئے۔ جس وقت وہ لائے تو آپ رسی بٹنے لگا۔ اور سب نے مل کر رسی کا ایک ڈھیر لگا دیا۔ اُس درخت پر ایک جن رہتا تھا۔ وہ خائف ہوا۔ اور بولا۔ کہ میاں اس رسی کو کیا کرو گے؟

اس آدمی نے کہا تم کو باندھوں گا۔ وہ جن بولا کوئی ایسی صورت بھی ہے کہ مجھ کو چھوڑ دو۔ وہ بولا ہرگز نہیں۔ جن بولا اچھا ایک کام کرو میں تجھ کو ایک خزانہ بتاتا ہوں۔ تو پھر مجھے چھوڑ دے گا۔ پھر تو وہ بولا بہتر ہے۔ اس بات سے چھوڑ دونگا۔ اس جن نے اس کو ایک جانب جنگل میں جہاں خزانہ مدفون تھا بتا دیا۔ وہ کھود کر لے گیا۔ اور بفراغت زندگی بسر کرنے لگا بہت لوگوں نے جب دیکھا تو پوچھا کہ یہ روپیہ آپ کے ہاتھ کہاں سے لگا۔ جو اس درجہ خرچ کرتے ہو۔ اُس نے گذشتہ قصہ بیان کیا یہ سنکر ایک بہت بھی بہ اپنے بال بچوں کے گیا۔ جب اُس نے اپنے ایک فرزند سے پانی

کے واسطے کہا۔ وہ انکاری ہوا۔ دوسرے سے کانس کے واسطے کہا وہ بھی انکاری ہوا تو مجبوراً خود ہی سب چیزیں فراہم کر کے رسی بٹنی شروع کی۔ یہ باتیں وہ جن سن رہا تھا بعد ازاں وہ جن بولا۔ کہ یہ رسی جو تم نے بٹی ہے کیا کرو گے وہ بولا تجھ کو باندھوں گا۔ جن بولا کہ مسخرے تجھ سے اپنا کنبہ تو بندھا نہیں مجھ کو کیا باندھے گا۔ جا اپنا کام کر۔

نتیجہ ۔ یہ ہے کہ ایک جہتی اور سلوک سے دشوار اور سخت سے سخت مہم بھی آسان ہو جاتی ہے۔ اور دشمن ہمیشہ مغلوب رہتا ہے اور زندگی بے فکری سے بسر ہوتی ہے ٭

لطیفہ

ایک واعظ وعظ کہتے تھے ایک بے وقوف رونے لگا۔ لوگوں کو گمان ہوا کہ یہ بہت کچھ سمجھتا ہے۔ پوچھا آپ وعظ میں کیا سمجھے جو رونے لگے۔ اُس نے جواب دیا کہ واعظ صاحب کی ڈاڑھی ہلتی دیکھ کر مجھے اپنا بکرا یاد آگیا جو مر گیا ہے۔ کیونکہ جب وہ جگالی کرتا تھا۔ تو اُس کی ڈاڑھی بھی ایسی ہی ہلا کرتی تھی ٭

لطیفہ

ایک شخص کسی شہر میں بڑا احمق تھا۔ اس کو ایک امیر نے نوکر رکھا۔ اور ایک لکڑی معقول اس کو دے کر کہا کہ جو کوئی شخص تم کو تم سے زیادہ احمق ملے اُس کو یہ لکڑی دینا۔ بعد کچھ مہینے کے وہ امیر بیمار ہوا اور احمق سے کہا کہ میں تم سے رخصت ہوتا ہوں۔ پوچھا کب تک تشریف لائیگا؟ امیر نے کہا ایسے مقام پر جاتا ہوں جہاں سے کوئی بھی واپس نہیں آیا۔ احمق نے پوچھا وہاں آپ نے اپنے قیام کے واسطے کوئی مکان بنوا لیا ہے؟ جواب نہیں۔ کہا ڈیرہ بھیج دیا ہے۔ کہا نہیں۔ کہا کچھ سامان باورچی خانہ اور توشہ خانہ بھیج دیا ہے۔ کہا نہیں۔ تب اُس احمق نے کہا جہاں حضور تھوڑے رہتا تھا۔ وہاں کا سامان تو خوب درست رکھا۔

اور جہاں ہمیشہ رہنا ہے۔ وہاں کا کچھ سامان نہ کیا؟ آپ سے زیادہ احمق مجھے کوئی نہیں ملا۔ پس یہ لکڑی آپ ہی لیجیے۔

نتیجہ یہ ہے کہ دنیا کا سامان دنیا ہی تک رہتا ہے۔ اور عقبیٰ کا سامان یعنی نماز۔ روزہ۔ دین و دنیا دونوں جگہ آرام دیتا ہے اور سرخرو کرتا ہے۔ اس سے عزت اور بزرگی ملتی ہے۔ اور سب میں یہی مقام ہے۔

لطیفہ

ایک دن اکبر نے بیربل سے کہا کہ تمام حرام اصلی اور دغاکو نسلی لاؤ۔ بیربل نے دوسرے روز بادشاہ کے داماد کو حاضر کیا۔ اور ساتھ ہی ایک کتا بھی لے گیا۔ بادشاہ نے فرمایا وہ دونوں آدمی لاؤ۔ بیربل نے عرض کی کہ حاضر ہیں۔ یہ کہہ کر اول کتا پیش کیا۔ اور کہا کہ عالی جاہ یہ نمک حلال نسلی ہے۔ ایک ٹکڑا روٹی پہ ہر وقت موجود رہتا ہے۔ اور بغیر حق بہا بھیجے پڑا رہتا ہے۔ اور حضرت کے گھر سے ہیں یہ نمک حرام اصلی ہیں۔ لاکھوں لاکھ کروڑوں روپے ان کو دے دیجیے۔ پھر کچھ نہیں دیا ہے۔ بادشاہ یہ سن کر بہت خوش ہوئے۔ اور خلعت بخشا۔

لطیفہ

ایک قصاب کی دوکان سے ایک وکیل کا کتا ایک گوشت کا ٹکڑا اٹھا لے گیا۔ قصاب نے اپنی وکیل صاحب سے پوچھا۔ کہ اگر کسی کا کتا میرا گوشت اٹھا لے جائے تو کیا کروں۔ وکیل نے کہا کہ قیمت دام مانگو۔ اگر نہ دے تو نالش کرو۔ قصاب بولا ایک روپیہ عنایت کیجیے۔ آپ ہی کا کتا میرا گوشت اٹھا لے گیا ہے۔ وکیل نے کہا میں ایسی سرسری قانونی صلاح کی فیس دو روپے لیا کرتا ہوں۔ ایک روپیہ مجھے دیجیے۔ اور ایک روپیہ اپنے گوشت کا کاٹ لیجیے۔ تاکہ حساب بیباق ہو۔

لطیفہ

ایک ظریف کے تین چار لڑکے ہوئے بعد آخری عمر میں جو لڑکا پیدا ہوا

اس کا رنگ اپنے بعض بھائیوں سے ذرا سانولا تھا کسی نے حضرت سے دریافت کیا کہ بھائی اس کا کیا سبب ہے۔ جو لڑکا کالا ہے۔ تو آپ کیا جواب دیتے ہیں کہ صاحب یہ دیگ کی کھرچن ہے ؂

لطیفہ

کسی قاضی کا لقب قوی تھا۔ اتفاقاً ایک آزاد اس کے گھر گیا۔ نماز کا وقت تھا۔ قاضی نے کہا آیئے حضرت آپ بھی نماز ادا کیجیئے۔ آزاد نے کہا۔ بابا شیطان قوی ہے۔ اس لئے کچھ کرنے نہیں دیتا ؂

لطیفہ

ایک بادشاہ نے حاضرین مجلس سے کہا کہ جو کوئی میرے دل کا حال بتلا دیگا۔ اس کو ایک لاکھ روپیہ انعام دونگا۔ ایک عقلمند نے کہا کہ آپ کے دل میں ہے کہ خدا بیشک ہے اور میں ایسے عدل کے ساتھ کام کروں کہ وہ خوش رہے۔ بادشاہ نے کہا بیشک۔ اور حسب وعدہ انعام دیا۔ وزیر کو حسد ہوا۔ کہ ذراسی بات پر اس قدر روپیہ دیا گیا۔ اس عقلمند سے کہا کہ اگر میرے دل کا حال بھی بتلا دے تو پچاس روپیہ تجھ کو دونگا۔ اور دل میں سوچا کہ شاید یہی مضمون میری نسبت بھی آئے گا۔ تو مکر جاؤں گا۔ عقلمند بولا کہ آپ کے دل میں ہے۔ کہ حضرت پناہ کی عمر دراز ہو۔ اور ملک و دولت کی ترقی ہو۔ وزیر کو کہنا پڑا بیشک۔ اور انعام بھی دیا ؂

لطیفہ

ایک ظریف بروز جمعہ ماہ صیام یعنی رمضان شریف میں ایک نانبائی کی دوکان پر بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔ اتفاقاً ایک صاحب ادھر سے آنکلے۔ اور ظریف کو کھانا کھاتے دیکھ کر کہنے لگے کہ تجھ کو شرم نہیں آتی ہے اتنا بڑا ڈیل ڈول اور رمضان میں بیٹھا کھانا کھاتا ہے۔ ظریف ہنستا ہوا کہنے لگا۔ کچھ آپ کی عقل جاتی رہی۔ اگر ایسی بہکی بہکی باتیں کروگے تو لوگ

آپ کو پاگل بنا دیں گے۔ ذرا غور سے دیکھئے کہ میں رقاب میں کھا رہا ہوں یا رمضان میں۔ اگر رقاب کو آپ کے یہاں رمضان کہتے ہوں تو میں نہیں جانتا ہوں۔ یہ سُن کر وہ بیچارے چُپکے ہو گئے اور اپنا رستہ لیا۔

لطیفہ

ایک بادشاہ نے اپنے وزیر سے فرمایا کہ انتظام مملکت کے لئے فوج اور خزانہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ وزیر نے جواب دیا کہ نہیں۔ بلکہ ضرورت رائے صاحب کی ہے۔ بادشاہ اس کلمہ سے نہایت ناراض ہوا اور وزیر کو عہدہ سے برخاست کر دیا۔ وزیر چند روز تک کسی دوسری بادشاہت میں رہا۔ اور چند روز کے بعد ایک صندوقچہ نہایت عمدہ جواہرات لگوا کر بنوایا اور اُس صندوقچہ میں دو زنجیر چاندی اور سونے کی بند کر کے بادشاہ سابق کے روبرو لایا۔ اور کہا حضور یہ صندوقچہ فلاں بادشاہ نے بھیجا ہے کھول کر جو دیکھا تو اُس میں سے دو زنجیریں سونے اور چاندی کی برآمد ہوئیں۔ وزیر نے بادشاہ سے کہا کہ کل ارکانِ دولت حضور کے متفق ہیں بہتر ہے کہ آپ ان دونوں زنجیروں کو پہن کر تخت سے اُتر جاویں۔ ابھی یہ راز دوسرے پر ظاہر نہیں۔ بادشاہ نے ارکان دولت کی طرف دیکھا کہ وہ لوگ بادشاہ کے دوست مخلص بن گئے تھے۔ اور کسی کو دوراندیشی نہ تھی۔ ہر ایک کے حواس جاتے رہے۔ وزیر سابق نے کہا کہ حضور خزانہ اور فوج سے مدد لیں۔ بادشاہ چُپ ہوئے اور چُپ چاپ زنجیریں پہنکر کہا کہ واجب السزا ہوں۔ تو سچ کہتا ہے۔ واز بیش از مردانگی یہ

لطیفہ

ایک معلم نے شاگرد کو ہدایت کی تھی کہ گفتگو بہ فصاحت و بلاغت کرنی چاہئے ایک روز چلم کی چنگاری معلم کی پگڑی پر جا پڑی۔ شاگرد نے اطلاع کی کہ

شرر بار آتش کدہ چلم سے پرواہ کرکے شعلہ افگن ہے۔ اس عرصہ میں تمام پگڑی جل گئی۔ تو معلم صاحب فرمانے لگے۔ خود کردہ را علاج نیست۔

لطیفہ

کسی نے بقراط سے پوچھا کہ صحبت کتنے دن کے بعد کرنی چاہئے۔ کہا عمر بھر میں ایک بار کہا اگر ضبط نہ ہو سکے۔ کہا سال میں ایک بار۔ کہا اگر اتنی مدت بھی برداشت نہ کر سکے۔ کہا مہینہ میں ایک بار۔ کہا اگر اتنا بھی ضبط نہ ہوسکے تو ہفتہ میں ایک بار۔ کہا اگر اتنا بھی نہ رک سکے۔ تو کہا مختار ہے جب چاہے جان ضائع کرے۔

لطیفہ

ایک شخص نے ایک کنواں کسی شخص کے ہاتھ فروخت کیا۔ جب وہ اس میں سے پانی بھرنے لگا تو مزاحمت کی کہ میں نے کنواں بیچا ہے۔ نہ کہ پانی۔ اور پانی میرا ہے۔ نوبت نالش عدالت تک پہنچی۔ حاکم نے بائع سے کہا بیشک تو نے کنواں بیچا ہے۔ نہ کہ پانی۔ مگر تو نے اپنا پانی اب تک کنوئیں میں کیوں رہنے دیا۔ آج ہی سب پانی نکال لے ورنہ جرمانہ کروں گا۔ لاچار اُس نے راضی نامہ داخل کیا۔

لطیفہ

ایک ظریف سے کچھ قصور سرزد ہو گیا۔ اُس کو کوتوالی میں لے گئے۔ کوتوال نے جو حبشی تھا۔ حکم دیا۔ کہ اس کا منہ سیاہ کرکے گدھے پر سوار کرکے تشہیر کرو۔ ظریف بولا حضور میرا منہ سیاہ نہ کروایئے۔ ورنہ لوگ سمجھیں گے کہ حبشی کوتوال کی تشہیر ہوتی ہے۔ اس پر کوتوال نہایت شرمندہ ہوا۔

لطیفہ

کہا خیرات کرتے کرتے گھس گئے۔ پوچھا کہ اوروں کے ہاتھوں پر کیوں نہیں؟ کہا لیتے لیتے اُڑ گئے۔ کہا جو خیرات نہ لیتے نہ دیتے ہیں۔ اُن کے ہاتھ پر کیوں نہیں؟ کہا افسوس کرتے کرتے کہ ہائے ہم نے دُنیا میں نہ کچھ دیا نہ لیا۔

لطیفہ

کسی کے دروازے پر ایک آزاد نے سوال کیا۔ آواز آئی کہ بی بی گھر میں نہیں۔ آزاد بولا کہ میں نے روٹی کا سوال کیا ہے۔ بی بی نہیں مانگتا ہوں۔

لطیفہ

ایک عورت بدصورت کسی ظریف کے نکاح میں آئی۔ مرد ظریف اُس کی شکل ترین سے سخت بیزار رہتا۔ ایک روز اُس عورت نے مرد ظریف سے کہا۔ کہ تیرے عزیز و اقارب بہت ہیں۔ بتلا کہ میں کس سے پردہ کروں۔ اور کس کے سامنے نہ آؤں۔ اُس نے کہا جس جس کے سامنے تیرا جی چاہے آ۔ مگر میرے سامنے نہ آنا۔

لطیفہ

کسی بخیل سے کسی نے دریافت کیا کہ سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ اُس نے جواب دیا کہ وہ شخص مردانہ ہے۔ کہ لوگوں کے کھانے کی آواز سُنے اور پھر اُس کا زہرہ آب نہ ہو۔

لطیفہ

ایک آدمی اور بن مانس میں اتفاق سے دوستی ہو گئی۔ اور باہم خوب رمز و کنائے ہوا کرتے۔ ایک دن آدمی اپنی انگلیاں منہ کے پاس لا کر
[illegible]

میری انگلیاں نہایت سرد تھیں۔ ان کے گرم کرنے کے واسطے میں نے پھونکا۔ دوسرے دن اُس کو اپنا گرم شوربا پھونکتے ہوئے دیکھ کر اُس کا باعث پوچھا۔ اُس نے جواب دیا کہ شوربے کو ٹھنڈا کرنے کے لیے پھونکتا ہوں۔ اس بات کو سنتے ہی وہ بیزار اور خفا ہو کر کہنے لگا۔ اگر تم ایک ہی منہ سے دونوں گرم و سرد پھونک سکتے ہو تو تم بڑے دغا باز ہو۔ اور تمہاری دوستی کو ہزار سلام۔ میں تو رخصت ہوتا ہوں ۔

لطیفہ

ایک آدمی ایک بُت کو بڑے اعتقاد سے اپنے گھر لایا۔ اور ہمیشہ پوجا کرتا تھا۔ لیکن کچھ دنوں کے بعد اُس پر یہ بات ظاہر ہوئی۔ کہ جس قدر وہ اُس کو پوجتا ہے۔ اسی قدر وہ زیادہ غریب ہوتا جاتا ہے۔ چنانچہ ایک دن غصہ ہو کر اس بت کو پتھر پر ایسا پٹکا۔ کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ اور اُس کے اندر سے بہت سا روپیہ نکلا۔ تب وہ بُت پرست مرد کہنے لگا۔ کہ بڑا تعجب ہے۔ کہ یہ بُت سنگدل تھا۔ منت اور پوجنے سے کچھ مہربان نہ ہوا۔ مگر جب میں نے اُسے توڑا تب اُس سے دولت پائی ۔

لطیفہ

دو دشمن ایک جہاز میں بیٹھے ہوئے کہیں جاتے تھے۔ ان میں سے ایک جہاز کے اگلے حصہ میں تھا۔ اور دوسرا پچھلے حصے میں۔ ہنوز بہت دن نہ گزرے تھے۔ کہ ایک بڑا طوفان آیا۔ اور جس وقت وہ جہاز ڈوبا جاتا تھا۔ ایک ان دونوں میں سے ناخدا سے پوچھنے لگا کہ کون سا حصہ جہاز کا پہلے ڈوبے گا۔ اُس نے کہا جس طرف تمہارا دشمن ہے۔ اس کے سنتے وہ خوش ہو کر کہنے

لگا کہ خدا کا شکر ہے کہ اپنی موت سے پہلے دشمن کو مرتے دیکھوںگا۔

لطیفہ

ایک لڑکا اپنے ہم جماعت لڑکوں کی کتابیں چرا کر اپنی ماں کے پاس لایا ماں نے اُس کو کچھ نہ کہا۔ بلکہ پیار کرنے لگی۔ اور اس سبب سے چوری کی عادت اس میں بہت بڑھ گئی۔ یہاں تک کہ وہ بالغ ہو کر کسی بھی چوری کی علت میں گرفتار ہو کر عدالت میں پیش ہوا۔ اور بعد سماعت مقدمہ پھانسی کا حکم ہوا۔ جب اُسے پھانسی دینے کے لئے لے چلے۔ تب اُس کی ماں روتی پیٹتی وہاں آئی۔ وہ لڑکا اُسے دیکھ کر ان پیادوں سے جن کے اختیار میں اُس کی سزا تھی کہنے لگا کہ اگر تم اجازت دو تو میں اپنی ماں سے دل کی ایک بات چپکے سے کہوں۔ جب وہ اس بہانے سے اس کے کان کو اپنے منہ کے پاس لایا تو فوراً اپنے دانتوں سے اُس کے کان کو کاٹ لیا۔ اس حالت کو دیکھ کر لوگ اسکو لعنت وملامت کرنے لگے۔ تب وہ بولا اے صاحبو! تم دیکھتے ہو کہ میں کس حالت میں ہوں۔ اور کس مصیبت میں گرفتار ہوں۔ یقین جانو کہ اس حالت کو اسی کمبخت ماں کی بدولت پہنچا ہوں۔ اگر مجھے بچپن میں اس چوری کرنے پر تنبیہ کرتی تو آج میری یہ نوبت کاہے کو ہوتی۔

لطیفہ

ایک چمگادڑ اور کانٹے اور بگلے تینوں نے ساجھے میں سوداگری کرنے کا قول و اقرار کیا۔ چمگادڑ نے نقد روپیہ کسی مہاجن سے لے کر اس شرکت میں دیا اور کانٹے نے کئی تھان کے کپڑے کے اور بگلے نے کئی من سیسہ اس تجارت میں دیا۔ چنانچہ یہ تینوں شریک سامان سوداگری جہاز میں بھر کر دریا میں روانہ ہوئے۔ اتفاقاً ایک ہوا مخالف ایسی آئی کہ وہ جہاز تباہ ہو گیا۔ اور تینوں حصہ دار ہزار

وقت یہ ناگہانی مصیبت آپڑی۔ چمگادڑ کبھی دن میں باہر نہیں نکلتا اس ڈر سے کہ اُس کا قرضخواہ مہاجن آ سے نہ پکڑ لے۔ اور کانٹا اسی دن سے ہر ایک کے دامن کو پکڑتا ہے۔ تاکہ تلافی اس نقصان کی کرے۔ اور بگلا ہر ایک دریا کے کنارے اس لئے پڑا پھرتا ہے۔ کہ اس بنئیے کا کچھ نشان کنارے پر پاوے۔ جو دریا کی موجوں سے شاید وہاں آلگا ہووے *

لطیفہ

ایک لڑکا گھونگھرو کو چھونتا تھا۔ اور ان کے بجنے کی آواز سے خوش ہو کر کہتا تھا۔ کہ تم لوگ بڑے خوش مزاج جانور ہو کہ جس وقت تمہارا گھر جلتا ہے تو تم راگ گاتے ہو *

لطیفہ

ایک روز اکبر کے دربار میں گائے کی تعظیم کی بابت پنڈت لوگ تقریر کر رہے تھے۔ ایک فاضل طبیب نے عرض کی کہ ہماری کتابوں میں لکھا ہے۔ اس کا دودھ نتاقی ہے۔ اور گوشت ترقی مرض کے لئے کافی ہے۔ ایک سید وظریف بولا کہ اگر گائے میں عظمت نہ ہوتی تو قرآن شریف میں سب سے پہلے سورہ بقرہ کیوں ہوتی۔ اس جواب سے بادشاہ بہت خوش ہوئے *

لطیفہ

اکبر بادشاہ نے بیربل سے کہا کہ تمہیں اگر تنخواہ ملتی ہے یا کچھ چیز راستہ میں پڑی پاتے ہو تو اس میں سے کیا خیرات کرتے ہو؟ بیربل کہا جو تھا حصہ۔ اتفاقاً ایک روز اکبر بادشاہ اور بیربل چلے جاتے

تھا۔ بادشاہ نے کہا کہ بیربل اب تو نوبت پہنچ گئی۔ چہارم خیرات کرا لو۔ بیربل نے کہا خدا نے ہمارا ذرا بھی اعتبار نہ کیا۔ اپنی چہارم پہلے ہی کاٹ لی۔ بادشاہ نے کہا کیوں؟ بیربل نے عرض کیا کہ حضور ملاحظ فرمائیں۔ روپیہ بارہ آنے کا دبا ہے۔ بادشاہ یہ جواب سن کر لاجواب ہوگئے۔

لطیفہ

ایک دن اکبر بادشاہ نے راجہ بیربل سے ارشاد فرمایا۔ کہ بیربل کس کارن یہ ناچے گدھا۔ بیربل نے عرض کیا کہ جہاں پناہ آگے ناتھ نہ پیچھے پگہہ اس کارن یہ ناچے گدھا۔

لطیفہ

ایک روز ملا دوپیازہ کسی مقام پہ کھڑے ہوئے دریا کی سیر کر رہے تھے اتفاقاً اس راہ سے ایک پیمانہ گزرا دیکھا تو اس میں طوائف بیٹھی ہوئی تھی اور ایک طبلچی اس کے آگے رکھا ہے۔ یکایک وہ طبلچی کسی وجہ سے نیچے گر پڑا۔ تو ملا صاحب نے ایک قہقہ لگا کر اپنے ایک دوست سے جو پاس کھڑے تھے۔ کہا دیکھو پیمانہ سے انڈا گرا۔ طوائف نے جو سنا تو فوراً ان کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ ہاں صاحب آپ کا فرمانا سچا ہے۔ انڈا گرتے ہی بچہ بھی پیدا ہو گیا۔ اور آواز بھی دینے لگا۔

لطیفہ

کسی ظریف نے ایک رنڈی سے جس کی عمر ڈھل گئی دیکھ کر کہا بستی تو اچھی تھی۔ مگر اب اجڑ گئی۔ اس نے کہا ہاں صاحب آپ ایسے دو چار ریئس نکل گئے۔ تو کہاں تک نہ اجڑتی۔

بیربل نامہ

حصہ چہارم

زمانے بحث ملّا و پیازہ و بیربل است کہ باشد قفس انسان را کمالے۔ زمانے شعر و شطرنج و حکایات ست کہ کردہ رفع خاطر زمالے۔

لطیفہ

ایک روز اکبر بادشاہ قبرستان کی سیر کرتے تھے۔ اتفاق سے ایک آدمی کا پاؤں ایک قبر پر پڑا۔ تو نصف قبر نیچے کو بیٹھ گئی۔ اس کے اندر ایسا معلوم ہوا۔ جیسا کہ تازہ جنازہ ہوتا ہے۔ اور اس قبر کو اندر سے ہاتھ لگا کر دیکھا تو وہ کفن بالکل کہنہ تھا۔ یعنی ہاتھ لگاتے ہی ریزہ ریزہ ہو گیا۔ تو بادشاہ نے اس وقت یہ شعر پڑھا

بہت لوگ ایسے تھے جن کا ہمیشہ
نہ تارِ کفن تھا نہ عضوِ بدن تھا

تب بیربل نے جواب دیا

نہ تار کفن تھا۔ نہ عضو بدن
یہ سن کر بادشاہ بہت خوش ہوئے اور انعام بھی دیا۔

لطیفہ

اکبر بادشاہ نے ایک چور کے مارنے کا حکم دیا۔ چور نے عرض کی کہ
حضور میرا قصور معاف فرمایئے۔ مجھ کو موتی اُگانے آتے ہیں۔
میرے سوا اس شہر کو کوئی نہیں جانتا۔ بادشاہ نے بخوشی
موتی اُگانے کا مصالحہ چور کو منگا دیا۔ چور نے مصالحہ لے کر چند
روز میں زمین تیار کی۔ اور عرض کی کہ قبلہ عالم زمین تیار ہو گئی
ہے موتی بونا باقی ہے۔ مگر میں چور ہوں۔ اس وجہ سے میرے ہاتھ
سے نہیں اُگیں گے۔ مگر ہاں جس نے عمر بھر چوری نہ کی ہو۔ وہ بوئے
تو اُگیں گے۔ یہ بات سب نے سنی اور بادشاہ نے جملہ اُمرا و وزرا
سے کہی۔ مگر کسی نے اس اندیشے سے کہ اگر نہ اُگے تو چور بننا ہوگا۔
موتیوں کا بونا قبول نہ کیا۔ تب چور نے کہا کہ جب کوئی چوری سے
خالی نہیں ہے۔ تو میں اس قصور سے کیوں مارا جاتا ہوں۔
بادشاہ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور چور کو چھوڑ دیا۔

لطیفہ

بادشاہ نے ایک مسخرے غلام سے پوچھا کہ تو تاش کھیلنا جانتا ہے؟
اس نے جواب دیا کہ میں بادشاہ اور غلام میں فرق نہیں کر سکتا۔



نصیحت آمیز حکایات

حکایت

ایک باز نے مرغ سے پوچھا تو بیوفا کیوں ہے۔ آدمی تجھے محبت سے پالتا ہے۔ اور رات دن تیرے دانے پانی کی فکر رکھتا ہے اور جب تجھے پکڑتا ہے۔ تو تو بھاگتا ہے۔ اور ہاتھ نہیں آتا۔ مجھے دیکھو کہ یہ الیشن میری جنگل کی ہے۔ فقط دو تین دن کھاتا ہوں۔ ان سے کوسوں ہی دور ہو جاؤں۔ مگر ایک آدمی میں آجاتا ہوں مرغ نے جواب دیا۔ کہ تو نے کبھی ایک بار کو سیخ پر کباب ہوتے دیکھا ہے۔ اور میں نے ہزاروں مرغ کباب ہوتے دیکھے ہیں۔ اگر میری طرح تو بھی دیکھتا تو انسان کی صحبت سے بیزار ہو کر کوہ قاف میں سکونت اختیار کرتا۔

حکایت

ایک چشمے میں دو مرغابیاں اور ایک کچھوا رہتا تھا۔ آپس میں ان کی خوب محبت تھی۔ جب وہ چشمہ سوکھنے پر آیا تو مرغابیوں نے کچھوے سے کہا کہ اب ہمارا یہاں رہنا غیر ممکن ہے۔ اس لیے تجھ سے رخصت ہوتی ہیں۔ کچھوے نے کہا طاقت جدائی کی نہیں۔ اور چاہتا ہوں کہ عمر بھر تم سے جدا نہ ہوں۔ میں بھی اسی خیال میں ہوں۔ کہ جب اس کا پانی بالکل خشک ہو جائے گا تو میرا رہنا کس طرح ہو سکے گا۔ اس لیے بہتر ہے اپنے ساتھ لے چلو۔ مرغابیوں نے جواب دیا کہ